بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

بدر

BADR – QADIAN

ای جہان منتظر خوش باش کامد دلستان | رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۸ | آں مسیح دور آخر مہدی آخر زمان

نمبر ۱۵ — سلسلۃ الجدید جلد ۲ — ۱۷ صفر ۱۳۲۴ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام ۔ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۰۶ء — نمبر ۱۵ — سلسلۃ القدیم جلد ۵

گرچہ گویم باتو گر آئی بچادر قادیان بیسنی | ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ (جمعرات) | دوا بینی شفا بینی بغرض دار الامان بینی

Digitized by Khilafat Library

شرح قیمت اخبار بدر

والیان ریاست وگورنمنٹ عنٙ

معاونین درجہ اول جنکو عٙا پر اخبار جاری کرانیکا حق حاصل ہے ۔ صہ

معاونین درجہ دوم جنکو عٙا پر جاری کرانیکا حق حاصل ہے ۔ للعہ

معاونین درجہ سوم ہے عام قیمت پیشگی عٙا ۱۲؍

عام قیمت ما بعد سے فی پرچہ ۲؍ حسب جو صاحب تاریخ اجرا سے ایک ماہ کے اندر اندر قیمت اخبار نہ روانہ فرمائیں گے ان سے بحساب ما بعد لی جاویگی۔ نمونہ کی پرچہ کے واسطے ۱؍ کا ٹکٹ آنا چاہیئے۔ خط وکتابت کیواسطے جوابی کارڈ آنا چاہیئے۔ جو اخبار وقت پر نہ پہنچے اُسے پندرہ یوم کی اندر اندر طلب کرنا چاہیئے بعد میں نہیں ملسکیگا۔ رسید زر اخبار میں چھاپی جاویگی علیحدہ رسید دی جاویگی روپیہ ارسال کرنے کے بعد اگر دو ہفتہ تک رسید نہ چھپے تو خط لکھکر دریافت کرنا چاہیئے۔ مینجر۔

لوکل ۔ ۔ عٙا ۔ افریقہ ۔ ۔ صہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا ۔ مصطفیٰ ما را امام و پیشوا

اندریں دیں آمدہ از مادریم ۔ ہم بریں از دار دنیا بگذریم

آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست ۔ بادہ عرفان ما از جام اوست

آں رسولے کش محمد ہست نام ۔ دامن پاکش بدست ما مدام

مہر او با شیر شد اندر بدن ۔ جان شد و با جان بدر خواہد شدن

ہست او خیر الرسل خیر الانام ۔ ہر نبوت را برو شد اختتام

ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست ۔ زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست

آنچہ ما را وحی و ایمائے بود ۔ آں نہ از خود از ہماں جائے بود

ما ازو یابیم ہر نور و کمال ۔ وصل دلدار ازل بے او محال

اقتدائے قول او در جان ماست ۔ ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست

از ملائک و از خبر ہائے معاد ۔ ہر چہ گفت آں مرسل رب العباد

آں ہمہ از حضرت احدیت است ۔ منکر آں مستحق لعنت است

معجزات او ہمہ حق اند و راست ۔ منکر آں مورد لعن خداست

معجزات انبیاء سابقین ۔ آنچہ در قرآں بیانش بالیقین

بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست ۔ ہر کہ انکارے کند از اشقیاست

یکدمے دوری ازاں عالیجناب ۔ نزد ما کفر است و خسران و تباب

دس شرائط بیعت

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جاوے شرک سے مجتنب رہیگا۔ دوم یہ کہ جھوٹھ اور زنا اور بد نظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوم یہ کہ بلا ناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اُسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا۔ چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عسر و یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اُس سے منہ نہ پھیریگا بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔ ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا۔ نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔ دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھکر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

اطلاع

اخبار بدر کے متعلق کوئی خط وکتابت یا رسید زر حضرت مسیح موعود کے نام نہیں ہونی چاہیئے۔

وہ الفاظ جنمیں حضرت اقدس بیعت لیتے ہیں۔ ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے ہیں اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ (تین بار)۔ ربی انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین۔

اس کے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہیں۔

کاتبہ محمد حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

فہرست مضامین

بدر مسیح
۱۷ صفر ۱۳۲۴ھ - مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۰۶ء

خدا کی تازہ وحی

۲۸ - مارچ ۱۹۰۶ء - اَخَّرَہُ اللّٰہُ اِلٰی وَقْتٍ مُّسَمًّی
ترجمہ - اللہ تعالیٰ نے اس میں تاخیر ڈال دی ہے۔ وقت مقرر تک۔
نوٹ - یہ الہام گذشتہ پرچہ میں بھی شائع ہوا تھا مگر اس میں لفظ مسمّٰی غلط لکھا گیا تھا۔ اس واسطے دوبارہ اس اخبار میں چھاپا گیا۔

۴ - اپریل ۱۹۰۶ء - یَاْتِیْکَ الْفَرَجُ
ترجمہ - تیرے پاس خوشی اور کشائش آئے گی۔

۔ اپریل ۱۹۰۶ء - رَبِّ اَرِنِیْ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ۔
ترجمہ - خدایا مجھے وہ زلزلہ دکھا جو اپنی شدت کی وجہ سے نمونہ قیامت ہے

۲ - یُرِیْکُمُ اللّٰہُ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ۔
ترجمہ - خدا تعالیٰ تمہیں وہ زلزلہ دکھائیگا جو اپنی شدت کی وجہ سے نمونہ قیامت ہوگا۔ یعنی اس میں بہت جانوں کا نقصان ہوگا یہ نہیں کہ حقیقت میں قیامت آجائے گی بلکہ یہ معنے ہیں کہ دنیا پر سخت صدمہ ہوگا اور بہت جانیں تلف ہوں گی۔

۵ - اپریل ۱۹۰۶ء - ان میں سے بعض الہامات مکرر ہیں یعنی پہلے بھی ہو چکے ہیں اور آج پھر بھی ہوئے۔
۱ - رَبِّ اَرِنِیْ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ۔ (ترجمہ اوپر دیکھو)
۲ - یُرِیْکُمُ اللّٰہُ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ۔ (ترجمہ اوپر دیکھو۔)
۳ - اُرِیْکَ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ۔
ترجمہ - میں تجھے وہ زلزلہ دکھاؤں گا - جو اپنی شدت کی وجہ سے نمونہ قیامت ہوگا۔

۴ - یَسْئَلُوْنَکَ اَحَقٌّ ھُوَ - قُلْ اِیْ وَرَبِّیْٓ اِنَّہٗ لَحَقٌّ وَّ مَا یُرَدُّ مِنْ قَوْمٍ یُّعْرِضُوْنَ۔
ترجمہ - تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہ بات سچ ہے - کہہ ہاں - میرے رب کی قسم ہے اور اعراض کرنیوالی قوم سے وہ عذاب نہیں ٹلیگا۔

۵ - نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَتْحٌ مُّبِیْنٌ۔
ترجمہ - خدا سے مدد اور کھلی فتح

۶ - اَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یَّبْعَثَکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔
ترجمہ - اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ تجھے مقام محمود پر مبعوث کرے۔

۷ - ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ
ترجمہ - وہ خدا جس نے اپنا رسول بھیجا ہدایت اور دین حق کے ساتھ - تاکہ اُسے تمام ادیان پر غالب کر دے۔

۹ - اپریل ۱۹۰۶ء - وقت صبح۔
"اَلْاَمْرَاضُ تُشَاعُ وَالنُّفُوْسُ تُضَاعُ۔"
ترجمہ - امراض پھیلائی جائیں گی اور جانیں ضائع کی جائیں گی
فرمایا - یہ الہام پہلے بھی ہو چکا ہے اب پھر ہوا ہے اور خوف ہے کہ اس سے کیا مطلب ہے۔ معلوم نہیں کہ قادیان کے متعلق ہے یا پنجاب کے متعلق ہے۔

ایک تازہ عظیم الشان نشان

خدا کے غضب کا ایک عبرتناک نظارہ

جموں کا مدعی رسالت مطابق پیشگوئی طاعون سے ہلاک ہوا

اپریل ۱۹۰۲ء میں جموں کا ایک شخص جس کا نام چراغدین تھا اور جو اس وقت سے پہلے اپنے آپ کو احمدی جماعت کا ممبر کہتا تھا اس بات کا مدعی ہوا کہ میں خدا کا ایک رسول ہوں اور میرا کام یہ ہے کہ عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان صلح کرا دوں۔ اسکی اس ناپاک رسالت کے دعوی پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو اس بد قسمت کے بد انجام کے متعلق چند الہامات ہوئے - جو ۲۳ - اپریل ۱۹۰۲ء کو کتاب دافع البلاء کے صفحہ ۱۹ لغایت ۲۴ میں شائع ہوئے تھے۔ ان صفحات میں سے وحی الٰہی اور اس کے ترجمہ کے اصل الفاظ مندرجہ کتاب ہم اس جگہ نقل کرتے ہیں۔

"چراغدین کی نسبت میں یہ مضمون لکھ رہا تھا کہ تھوڑی سی غنودگی ہو کر مجھ کو خدائے عزوجل کی طرف سے یہ الہام ہوا۔

"نزل بہ جبیز"

یعنی اس پر جبیز نازل ہوا - اور اسی کو اس نے الہام یا رویا سمجھ لیا۔ جبیز دراصل خشک اور بے مزہ روٹی کو کہتے ہیں جس میں کوئی لذت نہ ہو اور مشکل سے حلق میں سے اترے اور مرد بخیل اور لئیم کو بھی کہتے ہیں جسکی طبیعت میں کمینگی اور فرومایگی اور بخل کا حصہ زیادہ ہو اور اس جگہ لفظ جبیز سے مراد وہ حدیث النفس اور اضغاث الاحلام ہیں جن کے ساتھ آسمانی روشنی نہیں"۔

"رات کو عین خسوف قمر کے وقت میں چراغ الدین کی نسبت مجھ یہ الہام ہوا۔

اِنِّیْٓ اُذِیْبُ ط - مَنْ یُّرِیْبُ
میں فنا کر دوں گا - میں غارت کر دوں گا - میں غضب نازل کروں گا - اگر اس نے شک کیا اور اس پر ایمان نہ لایا - اور رسالت اور مامور ہونے کے دعوی سے توبہ کی"۔

یہ پیشگوئی بصراحت تمام اس شخص کے نہایت تباہ حالی کے ساتھ فنا ہونے کو بتلا رہی تھی اور ان الہامات کے شائع ہونے کے بعد اس شخص کا جو برائے نام تعلق اس جماعت کے ساتھ تھا وہ بھی ٹوٹ گیا اور رفتہ رفتہ وہ سخت مخالفین میں شامل ہو گیا اور عیسائیوں کی تائید میں کتابیں لکھتا رہا اور عیسائی اس سے بہت خوش تھے لیکن اب عین اس پیشگوئی کے مطابق نہایت ہی بد حال سے وہ غارت ہو گیا ہے اول تو اس کے ہر دو بیٹے اس کی آنکھوں کے سامنے طاعون کے خوفناک عذاب میں مبتلا ہو کر مر گئے اور ان کے بعد وہ بھی اسی مرض طاعون میں گرفتار ہو کر ہلاک ہو گیا اور دنیا کے واسطے ایک عبرتناک نظارہ چھوڑ گیا ہے یہ پیشگوئی چار سال کے اندر اپنے ظاہری الفاظ میں اس طرح سے پوری ہوئی ہے کہ کسی مخالف کیواسطے بھی کوئی گنجائش اس کے انکار کی نظر نہیں آتی۔ دیکھئے بیچارے مولویصاحبان کا اب کیا حال ہوتا ہے اور وہ کس طرح ہاتھ پاؤں مارتے ہیں جموں سے جو خط اس کی موت کیمتعلق ہمکو آیا ہے وہ اب ہم ذیل میں درج کرتے ہیں اور زیادہ مفصل حالات اگلے پرچہ میں ہدیہ ناظرین ہوں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی نبیہ الکریم

سیدی - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - چراغدین ساکن جموں مصداق الہام نزل بہ جبیز نے دافع البلاء کی اشاعت کے بعد جن جن پیرایوں میں حضور سے عداوت شروع کی تھی وہ مخفی نہیں چنانچہ اس نے ایک کتاب موسوم بہ منارۃ المسیح شائع کی جسمیں اس نے اپنے اندرونی بغض کے انگارے اگلے ہیں آجکل وہ ایک اور کتاب چھاپنے کا اہتمام کر رہا تھا جو اول الذکر سے بدرجہا بدتر تھی۔ زبانی توہین کا بھی اس نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا ہوا تھا غرض اس نے اپنے آپکو ہر طرح سے ملزم ٹھہرالیا اور آخر الامر خدا تعالیٰ کے مرسل کے فرمودہ کے مطابق زیر وقعہ انی اذیب - من یریب مرقومہ دافع البلاء گرفتار ہو کر اپنی پاداش کو پہنچا اسکے دو ہی لڑکے تھے جو یکے بعد دیگرے طاعون سے فنا ہوئے چھ سات روز کے بعد ۵ - اپریل ۱۹۰۶ء وہ خود بھی اس مرض میں مبتلا ہو کر فوت ہوا۔ الحمد للہ کہ خدا تعالیٰ کے مرسل کا فرمایا حرف بحرف پورا ہوا اور ہمارے لئے ایک تازہ نشان ظاہر ہوا آجکل شہر میں طاعون کثرت سے ہے عاجز کے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ

[illegible] ... از جموں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

Digitized by Khilafat Library

وطن کا اقبال اور ادبار

(واقعہ میگزین اور اخبار وطن کی مختصر تاریخ)

مسیح اول نے فرمایا تھا کہ "نبی بے عزت نہیں مگر وطن میں"، اور جو سلوک اہل وطن کے ہاتھوں اُس خدا کے نبی نے دیکھا۔ اُس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں بطور جملہ معترضہ اتنا کہنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ کہ اگر بقول آج کل کے عیسائیوں کے یہ مان لیا جاوے کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر ہی فوت ہو گئے اور وہاں سے بچکر آخری عمر عزت کے ساتھ کشمیر میں بسر نہیں کی۔ تو پھر انجیل کی دیگر پیشگوئیوں کی طرح حضرت عیسےٰ کی یہ پیش گوئی بھی نعوذ باللہ جھوٹی ہوگی اور پھر اس مثل کے الفاظ ہی اس طرح بدل دینے چاہئیں کہ نبی کے واسطے کوئی عزت نہیں کیونکہ پھر تو یسوع کی لائف معلومہ میں کوئی بات بھی عزت کی نہیں پائی جاتی۔

یہ تو مسیح اول کا حال تھا مگر مسیح ثانی کے ساتھ بھی اس سے کم نہیں گذری فرق ہے تو صرف اتنا کہ مسیح محمدی ہونے کے سبب اس ایک ایسی گورنمنٹ کے ملک میں مبعوث کیا گیا ہے جو رومیوں کیطرح یہودیوں سے دبنے والی نہیں ورنہ یہ لوگ بھی جو کچھ ان کے ارادے اور خواہشیں ہیں کر گذرنے کا موقعہ پائیں تو فریسیوں سے بڑھ کر اپنا قدم رکھتے۔

اس کی مثال ایک تازہ ترین واقعہ میں خود اُس اخبار نے دی ہے جو وطن کے نام سے ہی موسوم ہے اور ہندوستان کے اسلامی وطن کا ایک آرگن کہلاتا ہے۔ گو بجائے عام اسلامی مضامین کے وہ زیادہ ترکی جھگڑوں کو اپنے صفحات میں لپیٹے ہوئے ہوتا ہے جن کے ساتھ ہند کے مسلمانوں کو کوئی خاص تعلق نہیں ہے اس اخبار کے ایڈیٹر صاحب کے ساتھ جو خط و کتابت میگزین کے متعلق ہوئی وہ اس سے ہمارے ناظرین بخوبی واقف ہو چکے ہیں اور چونکہ اس تجویز کو جو وطن نے خود ہی اٹھائی تھی خود ہی واپس کر لیا ہے اور اس کا خاتمہ ہو چکا ہے اس واسطے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کی مختصر کیفیت اول سے آخر تک درج کر دوں اگرچہ یہ کیفیت اُن خطوط اور مضامین کا خلاصہ ہی ہے جو اس عرصہ میں اخبارات الحکم اور بدر میں شائع ہوتے رہے ہیں۔

اس تحریک کی اصل بنا وہ خطوط ہیں جو یہاں سے جاپان کو گئے ہوئے مسلمانوں نے ہند کے مختلف اخبارات کو بھیجے کہ جاپان مسلمان ہونے کو تیار ہے۔ تم کچھ کر سکتے ہو تو کر لو اب وقت ہے یہ خطوط مختلف اخباروں میں چھپتے رہے کچھ عرصہ کے بعد پھر اخباروں میں مضامین نکلے جن میں جاپان سے یہ شکایت درد مند الفاظ میں شائع ہوئی کہ باوجود ہماری بار بار کی تحریر اور تحریک کے مسلمانوں نے کوئی توجہ نہیں کی۔ صرف ایک ریویو آف ریلیجنز ہے جس کے ایڈیٹر نے کئی سو پرچے بھیجنے کا انتظام کیا ہے۔ اس بات کو دیکھ کر مسلمانوں کی وہ حالت ہوئی۔ جو لارڈ بشپ کے مقابلہ کے وقت ہوئی تھی جبکہ بشپ موصوف نے زندہ رسول پر ایک لیکچر دیا اور مسلمانوں کو مقابلہ کے واسطے چیلنج کیا تو انہیں سوائے اس کے کچھ بن نہ آئی کہ سلسلہ احمدیہ کی طرف رجوع کریں اور بالآخر اسی سلسلہ کے ایک خادم نے بشپ صاحب کو لاجواب کر کے اسلام کی عزت قائم رکھی۔ جاپانی خطوط پڑھ کر لوگ اس بات کے قائل ہوئے کہ غیر ممالک میں بھیجنے کے لائق اگر کوئی رسالہ ہے تو یہی ریویو ہے چنانچہ صاحب ایڈیٹر وطن نے بھی ان الفاظ میں اس بات کو مانا۔ "یہ رسالہ بڑی پایہ کا رسالہ ہے اس کی تحقیقات اسلام کے متعلق ایسی ہی فلسفیانہ اور عمیق ہوتی ہے جیسی کہ اس زمانہ میں درکار ہے اسی لئے ہم نے جاپان اور امریکہ میں بھیجنے کے لئے اس کو تجویز کیا ہے"، خود ہی ایڈیٹر صاحب ریویو حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کو بغیر اس کے کہ ہماری طرف سے کوئی تحریک ہو خط لکھا کہ میں خود بھی مدد دوں گا اور اخبار کے ذریعہ اوروں سے بھی دلاؤں گا آپ ریویو میں سلسلہ احمدیہ کا ذکر نہ کیا کریں تو ہم اس کو غیر ممالک میں بھیجنے کے واسطے چندہ جمع کریں گے۔ مولوی محمد علی صاحب کی غیرت نے اس بات کو گوارا نہ کیا اور انہوں نے صاف جواب دیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس سلسلہ کا تذکرہ خود اسلام کی حمایت ہے اور میں کسی ایسے شخص سے جو ہم سے بغض رکھتا ہے ایک پیسہ بھی نہیں لینا چاہتا۔ اس کے جواب میں ایڈیٹر وطن نے پھر اصرار کیا کہ ضرور کوئی تجویز مصالحت کی کی جاوے یہ خط و کتابت جاری تھی کہ اسی اثنا میں خواجہ کمال الدین صاحب یہاں تشریف لائے چونکہ خواجہ صاحب اسلام کی اشاعت کیواسطے تجاویز سوچنے کے شیدائی ہیں انہوں نے یہ تجویز نکالی کہ میگزین کے دو حصے کر دئے جائیں ایک حصہ میں حضرت مسیح موعود کا تذکرہ نہ ہو اور غیر احمدیوں کا چندہ صرف اسی پر خرچ ہو۔ خواجہ صاحب نے یہ تجویز حضرت اقدس مسیح موعود کی خدمت میں منظوری کیواسطے عرض کی اور حضور علیہ السلام نے اسکو منظور کر لیا۔ چنانچہ ایڈیٹر صاحب وطن کو اور احمدی برادران کو اس کی اطلاع کیگئی۔ جب یہ خبر شائع ہوئی تو ایک طرف تو ہماری جماعت کے غیرتمند لوگوں نے جوش کھایا اور کثرت سے خطوط آنے شروع ہوئے کہ ہمیں ہرگز منظور نہیں کہ میگزین کی کوئی ایسی شکل بنائی جاوے جس میں حضرت امام علیہ السلام کا ذکر نہ ہو چنانچہ بعض خطوط اخبار بدر میں بھی شائع کئے گئے ہیں اور مجھے افسوس ہے کہ انہیں سے بعض خطوط جن میں اس تجویز پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے حضرت مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب کا نام لیا گیا ہے بہ سبب کمی گنجائش دیر تک دفتر میں پڑے رہے اور ایسے وقت چھپے جب کہ مولوی محمد علی صاحب کے مفصل خطوط اس معاملہ کیمتعلق شائع ہو چکے تھے جس سے خیال ہو سکتا ہے کہ شاید کسی نے مولوی صاحب موصوف کے بیان پر تشفی نہ پا کر پھر یہ خطوط لکھے ہیں حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ وہ خطوط دیر کے آئے ہوئے تھے لیکن پھر بھی ان خطوط کے لکھنے والوں نے ضرور ایک غلطی کھائی ہے کیونکہ طریق ادب یہ تھا کہ وہ پہلے دریافت کر لیتے۔ کہ آیا اس بات کو حضرت امام کی منظوری کے بعد قبول کیا گیا ہے یا حضرت تک بات پہنچائی ہی نہیں گئی صاحب ایڈیٹر ریویو تو بہت ہی محتاط ہیں میرے نزدیک کوئی ناظم کسی محکمہ سلسلہ احمدی کا ایسے امور کو بغیر خاص منظوری حضرت امام کبھی قبول نہیں کر سکتا یہ تو جماعت احمدیہ کا حال ہوا۔

دوسری طرف ملانوں نے شور مچانا شروع کیا کسی نے ہمکو کوسنا شروع کیا کہ انہوں نے روپیہ جمع کرنیکا ڈھنگ نکالا ہے حالانکہ بفضلہ تعالیٰ ہماری جماعت کسی کی امداد کی محتاج نہیں اور کسی نے لکھا کہ انشاء اللہ غلطی کرتا ہے اس میں مرزا صاحب کے مشن کی اشاعت ہو جائیگی یہاں تک کہ خود مولوی انشاء اللہ بھی گھبرائے اور خط میں لکھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ مرزائی ہو گیا اور یہ بھی لکھا کہ آپ سر دست ضمیمہ بھی نہ نکالیں اور اخبار وطن میں بھی صرف دو سو خریدار میگزین کیواسطے مانگا۔ مخالفین کا یہ شور دیکھ کر مولوی انشاء اللہ صاحب کی بزدلی کو محسوس کر کے مولوی محمد علی صاحب نے سوچا کہ یہ لوگ تو ذرا ذرا بات پر ہمارے مضامین پر بھی اعتراض کریں گے اس واسطے انہوں نے مولوی انشاء اللہ صاحب کو ایک مفصل خط لکھا اور ظاہر کیا کہ اگرچہ ہمارے مضامین میں حضرت مرزا صاحب اور ان کے سلسلہ کا کوئی ذکر نہ ہوگا تاہم ہمارا طریق مباحثہ وہی ہوگا۔ جو ہمارے دین اور ایمان کیمطابق ہو نہ کہ منافقانہ طریق۔ اور نیز ایسی تحریک کے واسطے کم از کم آپ ایک ہزار خریدار پیدا کریں تب ہم اس میگزین کو آپ کے حسب منشا کرنے کا نقصان اٹھا سکتے ہیں اور نیز یہ کہ ضمیمہ ضرور نکالا جاویگا۔ اُدھر ٹالنے کو ٹھیلنے کا بہانہ۔ صاحب وطن تو پہلے ہی گھبرا رہے تھے۔ کہ کس طرح اپنی بات کو واپس لیں انہوں نے اخبار میں اپنی تحریر کا پہلو بدلا۔ اور یا تو ریویو کی اور اس کے لائق ایڈیٹر کی اتنی تعریف ہو رہی تھی اور یا فوراً ایڈیٹر ریویو پر بےجا حملے شروع کر دئیے۔ خیر۔ اس میں ہم انکو معذور سمجھتے ہیں ضرور تھا کہ وہ اپنے ڈر میں شامل ہونے کے واسطے اس کو رنگ پوری طرح اختیار کرتے اور اسطرح یہ سب معاملہ طے ہوا مگر ریویو کے واسطے ایک خاص ترقی کا موجب ہو گیا۔ بہت سے احباب نے نئے خریدار پیدا کئے۔ خانصاحب محمد عجب خاں نے عجیب غیرت کا کام کیا وہ لکھتے ہیں کہ جس قدر روپیہ وطن کی تحریک سے آپکے پاس آیا ہے وہ سب میں ادا کروں گا مگر تعجب ہے کہ باوجود اشتہار کے وہ رقم صرف عہ کی نکلی ہے اور پھر اس سے بھی تعجب انگیز بات یہ ہے کہ انشاء اللہ فرماتے ہیں کہ بہت سا روپیہ اس مد میں میگزین کو جا چکا ہے پھر خانصاحب محمد ذوالفقار علی صاحب کا خط میرٹھ سے میرے پاس آیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ ایک شخص بطور ایجنٹ کے مقرر کیا جاوے جو ہندوستان میں سفر کر کے ریویو کیواسطے تحریک کرے اور یکصد روپیہ اس کے اخراجات کی مد میں دینے کے واسطے وہ خود طیار ہوئے ہیں جس قوم میں ایسے مستعد اور بہادر آدمی موجود ہیں اسکو ضرورت ہی کیا ہے کہ کسی غیر کی بات کیطرف توجہ کرے۔ جو ذرا ذرا سی بات پر بگڑنے کو طیار ہیں شکر ہے کہ یہ معاملہ ایسی طرح انجام پذیر ہوا ہے جو سلسلہ کیواسطے ایک ترقی کا موجب ہے اور مخالفین کے ایک منحوس اور ناگوار تعلق سے بچنے کا باعث ہوا۔ والحمد للہ رب العالمین

ایک دوست کے خط کا جواب

(رقم زدہ شیخ نور احمد صاحب - بی - اے - وکیل)

مسیح موعود پر ایمان لانے کی ضرورت

مکرمی مخدومی - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - اب میں آپکے اصل سوال کے جواب کی طرف توجہ کرتا ہوں - وما توفیقی الا باللہ - آپکا یہ سوال ہے - کہ ایک شخص مرزا صاحب کی اُن معانی کو تسلیم کرتا ہے جو وہ قرآن شریف اور احادیث کے کرتے ہیں تو کیا صرف یہ تسلیم کر لینا کافی نہیں ہے اور کیا مرزا صاحب کی نبوت "اور بَری از خطا ہونا" کے عقیدہ کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی - مثلاً ایک شخص یقین رکھتا ہو کہ مذہب کے بارے میں جو وہ تعلیم دیتے ہیں وہ عام طور پر فلسفیانہ اور سچی ہے - اور کہ ان کی تفسیر قرآن شریف اور معانی احادیث کے درست ہیں اور وہ پابند نماز گزار بھی ہے - روزے بھی رکھتا ہے اور اسلام کے ہر حکم کی تعمیل کرتا ہے - لیکن ساتھ ہی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ مسیحائی کا دعوےٰ ضروری نہیں ہے - تو کیا وہ مؤمن نہیں ہے - اور اس کی نجات نہیں ہوگی - میں نے آپ کے سوال کے الفاظ بلا کم وکاست لکھ دیئے ہیں - اور میں خیال کرتا ہوں - کہ سب سے پہلے میں نجات کے متعلق لکھوں کہ آیا نجات کس طرح سے ہو سکتی ہے - کیونکہ ماحصل آپکے تمام سوال کا مدار نجات ہے - کہ صرف وہ کام کرنا چاہیئے - جس سے نجات ہو سکے اس لئے میں صاف الفاظ میں لکھتا ہوں کہ نجات اسلامی عقیدہ کے مطابق ہمارے اعمال پر منحصر نہیں ہے - میں اس کے متعلق قرآن مجید کی مفصلہ ذیل آیات پیش کرتا ہوں - جن سے ثابت ہو جائیگا - کہ بموجب قرآن شریف کی تعلیم کے نجات ہمارے اعمال نماز - روزہ - زکوٰۃ - حج پر منحصر نہیں ہے اور جو یہ خیال کرتا ہے کہ میں بوجہ اس کے کہ اعمال بجا لاتا ہوں یقینی طور سے نجات پا جاؤں گا - بلاشک یہ رستہ غلطی پر ہے کیونکہ نجات منحصر ہے صرف خدا کے فضل پر - پس جس پر خدا کا فضل ہوگا وہی نجات یافتہ ہے - ووقٰھم عذاب الجحیم فضلاً من ربّک سورہ دخان - رکوع ۳ - اور سورہ حدید - رکوع ۳ میں ہے - سابقوا الی مغفرۃٍ من ربکم وجنۃٍ عرضھا کعرض السماء والارض اُعدّت للذین اٰمنوا باللہ ورسلہ ط ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء - واللہ ذو الفضل العظیم

نجات صرف رحم اور فضل سے ہے اور رحم اور فضل کا مستحق ایماندار ہے - انّ رحمۃ اللہ قریبٌ من المحسنین -

ایمان کے پھل نیک اعمال ہیں - پس کل اعمال یا اکثر اعمال اگر عمدہ ہیں - تو معلوم ہوا کہ ان عمدہ اعمال کے عامل کا ایمان بڑا مضبوط اور قوی ہے - جب ایمان بڑا قوی ہُوا - تو بہت بڑے فضل کا جاذب ہوگا کُفر فضل کا جاذب نہیں ہے - بلکہ فضل کو روکتا ہے - جیسی ایک اندہیری کوٹھڑی کی دیواریں اور چھت سورج کی روشنی روکتی ہیں - خداوندی فضل کو کون چیز جذب کرتی ہے اور کس کے ذریعہ ہم محض فضل سے نجات پا سکتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے - کہ ایمان فضل ربانی کو جذب کرتا ہے -

فامّا الّذین اٰمنوا باللہ واعتصموا بہٖ فسیدخلھم فی رحمۃٍ منہ وفضلٍ -

اس سے واضح ہوتا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے انکو خدا کریم نفس و رحمت میں داخل کریگا - (ماخوذ از فصل الخطاب)

مخدومی مولوی نورالدین صاحب نے اس کی مثال یوں لکھی ہے - کہ نجات اور فضل اور ایمان کی مثال بعینہٖ وہی ہے - کہ ایک شخص جس کی آنکھیں تندرست ہیں - ایک ایسے مکان میں جو بالکل بند ہے بیٹھا ہے اور کہیں اس مکان میں روشنی آنے کا راستہ نہیں - اب اس شخص کو ایک نہایت عزیز اور پیارے دوست کا دیدار مطلوب ہے اور وہ دوست بھی اس مکان میں موجود ہے اور ظاہر ہے کہ روشنی کے بدوں وہ اپنے دوست کا چہرہ نہیں دیکھ سکتا اور اس دوست کی دیدار سے اس طالب دیدار کے دل اور روح کو کوئی راحت نہیں مل سکتی جب تک روشنی نہ آوے اور دوست کا چہرہ نہ دکھلا دے - روشنی لینے کے لئے مختلف ذریعہ ہیں - یا تو اس مکان میں روشندان لگائے - یا چراغ وغیرہ سے کام لے - غرض کوئی چیز روشنی کی جاذب ہی نہیں تو روشنی دیدار لینے میں امداد نہ کریگی - گو روشنی دیکھنے کا آلہ فی الحقیقت ہو جب روشندان یا چراغ وغیرہ سے روشنی لیوے تو دوست کی دیدار سے وہ دیدار کا طالب آرام پا سکتا ہے - ایسا ہی دیدار اور دیدار کے آرام تو نجات ہے اور وہ روشنی فضل و کرم خداوندی ہے ایمان ایک روشندان چراغ ہے جو فضل کی روشنی کو کھینچتا ہے اور ایمان کو اس روشنی کا جاذب قرآن نے بھی کہا ہے

اللہ ولیّ الّذین اٰمنوا یخرجھم من الظلمٰت الی النور -

پس جس قدر مومن کا ایمان بڑھتا ہے - اسی قدر بڑے فضل کو جذب کرتا ہے اور اسی حاصل کرتا ہے - جیسے جس قدر روشندان اور فتیلہ بڑا ہوگا - اسی قدر زیادہ روشنی کو کھینچیگا - یہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ نیک اعمال اور سچا ایمان ایک دوسرے کو لازم و ملزوم ہیں - سچا ایمان نیک اعمال کا بیج ہے اور اچھے بیج کا ضرور اچھا ہی پھل ہوتا ہے -

اب اس امر کے ظاہر کر دینے کے بعد میں آپکے سوال کی طرف پھر توجہ کرتا ہوں - تو اس کو بہت ہی مہمل اور لایعنی دیکھتا ہوں قصور معاف - میں اس کا مطلب نہیں سمجھ سکا کہ جب مرزا صاحب کے معانی جو وہ قرآن شریف اور احادیث کے کرتے ہیں - آپ تسلیم کرتے ہیں اور جب آپکا قرآن شریف اور احادیث پر ایمان بھی ہو تو پھر مرزا صاحب کی شناخت میں کیا دقت پڑتی ہے اور کن مشکلات کا سامنا پیش آتا ہے - اسی قرآن شریف کی آیات سے جنکی تفسیر مرزا صاحب کی آپ قبول کرتے ہیں - لکھا ہے - کہ آخیری وقت میں جب نصاریٰ کا غلبہ ہوگا - اور تاریکی علم دین سے ہو جائے گی - تو ایک امام پیدا ہوگا - جو رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلیگا واٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم" اور اسکی جماعت میں صحابہؓ کا رنگ ہوگا اور وہ طہارت اور پرہیزگاری سے زندگی گذاریں گی اور پھر احادیث میں ایک ایسے شخص کی بشارت دیگئی ہے جو عیسوی دم ہوگا اور وہ اصلاح خلق کریگا اور اُمت محمدیہ کا ایک فرد کامل ہوگا اور ایمان کو ثریا سے بھی اتار لائیگا اور پھر احادیث میں چند نشانات بتلائے گئے ہیں کہ وہ کب امام آویگا - وہ اس وقت آویگا جبکہ علم دین اسلامیوں سے اُٹھ جاویگا - جہالت پھیلی ہوگی - علماء و فقراء دین فروشی کرینگے ان میں تقویٰ و طہارت بالکل نہیں ہوگی - حج بند کیا جاویگا - طاعون پھیلیگی - نئی سواری نکل آویگی جس سے اُونٹ بیکار ہو جاویں گے - اور کسوف خسوف ماہ رمضان میں لگیگا چاند کو چودھویں تاریخ کو اور سورج کو اٹھائیسویں تاریخ کو اور ایسا واقعہ کبھی اس سے پہلے نہ ہوا ہوگا - اب دیکھو یہ کیسے کھلے نشانات ہیں - یہ نشانات عام لوگوں کے لئے ہیں - ماشاء اللہ آپ جیسے لوگوں کے لئے تو صرف تعلیم کا دیکھنا کافی ہے - میں کہتا ہوں ایک شخص تجدید دین کے لئے کھڑا ہُوا ہے اور اصلاح خلق کرنا چاہتا ہے اس کے ساتھ اگر کوئی نشان نہ بھی ہو اور وہ خود اس قابل ہو کہ اپنا اسوہ حسنہ پیش کر کے نمونہ بن سکے اور ہماری فراست اس کو قبول کر لیوے تو اس سے بڑھ کر کیا اور نشان ہے - امام کا اپنا وجود ہی نشان ہوتا ہے - اس کے لئے مخالفین ہوتے ہیں مصائب آتے ہیں - لیکن وہ کوہ وقار ہوتا ہے - اول قوت اخلاق - دوم قوت امامت - سوم بسطت فی العلم - چہارم قوت عزم - پنجم قوت اقبال علی اللہ - ششم کشوف اور الہامات کا سلسلہ - یہ او نشان امام الوقت کے لئے ضروری ہیں - اور جس فرد میں یہ پائے جاویں وہ امامت کا مستحق ہے -

آپ تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کی معانی و معارف قرآن شریف اعلیٰ درجہ کے ہیں - آپ قبول کرتے ہیں کہ احادیث کی معنے مرزا صاحب کے درست ہیں آپ مانتے ہیں کہ مذہب اسلام کی متعلق جو کچھ وہ بیان فرماتے ہیں بالکل درست ہے - تو پھر اس سے لازم آتا ہے کہ مذہبی معاملات میں وہ خطاء سے بَری ہیں - اور اگر کوئی خطا ہوئی ہے تو اس کا ثبوت دینا چاہیئے -

سنئے - نبوت بروزی مرزا صاحب کی ہے میں تسلیم کرتا ہوں اور میرا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب رسول اکرم کے اس زمانہ میں بروز ہیں - اور ایسے بروز ہمیشہ ہر زمانہ میں آتے رہتے ہیں مثلاً سید عبدالقادر جیلانی امام ربانی اور مجدد الف ثانی بھی اپنے اپنے وقتوں میں بروز ہو گزرے ہیں - ہاں لیکن اس بروز کا جو غلبہ صلیب کے وقت آنا تھا حضرت رسول کریم نے خدا سے وحی پا کر اس کا مسیح نام رکھدیا - اب اس میں کونسا حرج واقعہ ہو گیا - مسیح بھی ایک نبی تھا اور موسوی شریعت کا تابع تھا - مرزا صاحب محمدی شریعت کے تابع ہیں اور دین اسلام کی تجدید کرنے کو مامور ہوئے ہیں اور کسر صلیب کے لیئے - جہاں تک اندرونی اصلاح سے

اُن کا تعلق ہے ان کا نام مہدی رکھا جا سکتا ہے اور جہاں تک کہ عیسائیت سے تعلق ہے ان کا نام مسیح رکھا جا سکتا ہے اور اسی جہت سے وہ مہدی بھی ہیں اور مسیح بھی۔ اب بتلائیے اس میں غیر معقول بات کون سی ہے۔ آپ خود ہی انصاف کریں اگر آپ کا ایمان ہے کہ رسول خدا حضرت محمد مصطفےٰ برحق رسول تھے اور قرآن شریف خدا کا کلام ہے تو یہ مامور من اللہ بھی اسی کی تصدیق کے لئے آیا ہے اور عین وعدہ کے مطابق۔ گویا اس کے آنے میں رسول عربی کی صداقت ہوئی ہے اب اگر آپ کو رسول عربی کی صداقت کا پاس ہے اور یہ بھی منظور ہے کہ خدا کے وعدے سچے ثابت ہوں اور قرآن اور حدیث کی معنے معقول کئے جاویں تو آپ مرزا صاحب کے دعوے کی صداقت کیجئے اور ان کے ہاتھ میں بیعت کیجئے وہ آپ کو کوئی نیا کلمہ نہیں پڑھائیں گے نئی طرز کی نماز نہیں سکھلائیں گے لیکن ہاں ان کی فیضان صحبت سے آپ متقی اور سچے مسلمان ہو جائیں گے اور خدا پر پورا ایمان ہو جائے گا اور ایسا ایمان جو گناہ سوز ہوگا۔ بھلا کبھی آپ نے زہر بھی کھایا ہے اگرچہ شہد میں ہو اس کی وجہ کیا۔ وہی یقین کہ زہر قاتل ہے اور نتیجہ موت۔ پھر اگر خدا پر ایمان ہے تو گناہ کیوں سرزد ہوتے ہیں۔ اپنے آپ کو گناہ سوز ایمان اسی مسیح کے انفاس قدسیہ کی طفیل آہستہ آہستہ نصیب ہو جاوے گا خدایا اپنا رحم ہماری شامل حال کر۔ اور مجھ کو ایسا ہی ایمان عطا فرما۔ آپ اس امتی کو جو دین برحق کی فتح کے لئے آیا ہے کیوں نبی کہنے سے گریز کرتے ہیں جبکہ رسول اکرم نے اس کو نبی اللہ کرکے پکارا ہے کسی مولوی سے بھی دریافت کر لو کہ آنیوالا مسیح نبی اللہ ہوگا یا نہیں تو پھر جب ثابت ہوا کہ آنیوالا یہی ہے تو کیوں نبی اللہ کے لفظ سے ہچکچاتے ہو جب آپ اس مسیح پر ایمان لائیں گے تو خدا کا فضل شامل حال ہوگا اور ایمان بالرسل ضروری ہے۔ بلکہ جزو ایمان ہے اور میں دکھلا چکا ہوں کہ ایمان، فضل، نیک اعمال میں ایک گہرا تعلق ہے جو آخر کار نجات کا باعث ہو جاتے ہیں۔

قرآن شریف میں تو معمولی انسانوں کو بھی مرسل کے نام سے پکارا گیا ہے مثلاً جو حضرت لوط کے پاس گئے تھے۔ وہ مرسلوں ہی تو تھے۔ پھر یہاں کیا دقت واقعہ ہوتی ہے کہ ایک عظیم الشان انسان کو جو صدی کے سر پر حسب وعدہ آیا ہے اور جس کا نام خود حضرت رسول اکرم نے نبی اللہ رکھدیا ہے۔ آپ اس کا لقب اس کو نہیں دینا پسند کرتے۔

اب میں آپ کے مذاق نیچر یانہ یا فلسفیانہ کے مطابق اس نقطہ کے بارے عرض کرتا ہوں کہ رسول اللہ وہ ہے جو خدا کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے نشانات لے کر آوے۔ اور عقائد خلق اللہ درست کرے اور ان میں ایمان کی تخم ریزی کرے۔ اب بتلاؤ اگر ایسا انسان اب بھی ثابت ہو تو آپ اس لقب سے ملقب کریں گے یا نہ۔ کیا وجہ ہے کہ پہلے تو لاکھہا رسولوں کی ضرورت پیش آتی رہی اور اب کے ایک مامور کی بھی نہیں۔ آخر فطرت انسانی تبدیل تو نہیں ہو گئی لیکن ہم ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن شریف مکمل کتاب ہے اور دین کی تکمیل ہو چکی ہے اب جو رسول آویگا یا مامور آئیگا۔ وہ صرف تجدید دین کے لئے اور امت محمدی میں سے ایک کامل فرد ہوگا۔

اچھا اب اس الزامی سوال کا مجھے جواب دیں کہ ایک یہودی کہتا ہے کہ توریت کو میں تسلیم کرتا ہوں حضرت موسےٰ کے اقوال کو تسلیم کرتا ہوں میں کیوں قرآن پر عمل کروں اور کیوں رسول خدا کو نبی مانوں جب قرآن میں جملہ ہدایات توریت سے چرائی ہوئی ہیں۔ یا کیوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو مانوں جبکہ وہ کوئی نئی بات پیش نہیں کرتی بلکہ توریت کے تابع ہیں پس یہ ہمیشہ سوال ہمیشہ ہر نبی کے منکرین کرتے چلے آئے ہیں اور آخر منکرین پر خدا کا عذاب ایک وقت آجاتا ہے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کونسی نئی شریعت لائے تھے لیکن ان کے انکار سے کیوں یہودی "ضربت علیھم الذلة والمسکنة" کے مصداق ہو گئے۔ انکار ماموریں کا آخرکار یہی نتیجہ ہے۔ جب آپ مرزا صاحب کی تعلیم کو درست تسلیم کرتے ہیں اور ان کو راستباز انسان سمجھتے ہیں تو پھر بیعت میں کیا عذر ہے بیعت سے غرض افاضۂ علوم روحانیہ اور تقویت ایمان ہے افسوس ان لوگوں کے حال پر جو اس قدر محروم رہے۔ آپ نے دیکھا۔ کہ ایمان بڑی چیز ہے۔ ایمان ہی جاذب فضل ہے اور فضل جاذب نجات اور ایمان کا نتیجہ نیک اعمال۔

پس ماموریں پر ایمان لانا بڑا ضروری ہے۔ میں نے آج جلدی میں چند سطور لکھ ڈالی ہیں امید کہ آپ غور کریں گے اور حضرت اقدس کی کتب سے فائدہ اٹھاویں گے اور سعید القلب ہو کر ایمان اس مسیح پر لاویں گے جو مہدی مسیح ہے اور اسلام کا غلبہ تمام ادیان پر ثابت کرنے کے لئے آیا ہے اگر آپ میرے پاس ہوتے تو وسعت سے امور بیان کرتا بوجہ اپنے پیشہ کے اتنی فرصت کہاں کہ آپ کے ہر ایک اعتراض کا یا اس سوال کے ہر پہلو پر پوری نظر ڈالی جا سکے۔ لیکن ہاں اتنی عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات اور ان کا اس جسم عنصری سے آسمان پر نہ جانا بلکہ ان کا صعود روحانی مثل دیگر انبیاء علیہم السلام ایک عقلی مذہب ہے جس کی تائید میں سائنس اور فلسفیانہ اور دیگر علوم مذہبی دست بستہ۔ تائید کے لئے کھڑی ہیں۔ اس میں اگر مرزا صاحب روشنی نہ بھی ڈالتے تو کوئی بڑی بات نہیں تھی بلکہ مرزا صاحب نے جب مسلمانوں کی روحانی حالت کو تنزل میں دیکھا اور انکی روحانی ترقی کے لئے ان کے روحانی قوی کو جوش آیا اور خدائی تائید پاکر اور خدا کا حکم حاصل کرکے جب آپ اس میدان میں نکل آئے اور اصلاح خلق و اصلاح اہل اسلام کا مشکل بیڑا اُٹھایا اور یہ بوجھ آپ کے سر پر طوعاً و کرہاً بلا آپ کے منشا کے رکھا گیا ورنہ مرزا صاحب کے پہلے حالات اور ابتدائی زندگی بالکل اس امر پر کافی روشنی ڈال رہی ہے کہ آپ کو کسی قسم کا نمود یا شہرت دنیاوی کا خیال نہ تھا بلکہ آپ نے اپنی ابتدائی زمانہ کو خلوت اور گوشہ نشینی میں گذار دیا اور آپ ہرگز ان آج کل کے برائے نام مصلحان کی طرح۔ قوم قوم کبھی کبھی سٹیج پر کھڑے ہو کر پکارنے والوں میں سے نہ تھے بلکہ آپ تنہائی پسند اور خلوت کو عزیز رکھنے والوں میں تھے اور اس کے ثبوت میں ہمارے پاس آپ کے ابتدائی اور جوانی کی زندگی کے تمام واقعات ہیں۔ اور اس امر کے ثبوت میں وہ لوگ اب تک زندہ موجود ہیں جنہوں نے انکی ابتدائی زندگی کو دیکھا۔ ایسی حالت میں مرزا صاحب کو خدا کے حکم کے تابع ہو کر اصلاح خلق اور اصلاح اہل اسلام کا کام سپرد کیا گیا۔ اب ان

واقعات کے پیچھے ضروری تھا کہ پہلے ان عقائد کی غلطیوں کو مسلمانوں سے دور کیا جاتا۔ جو کافۂ اہل اسلام میں اشاعت پذیر ہو گئی ہیں اور جنکی وجہ سے قوم کے مزاج پر تعصبات اور اوہام باطلہ اور شرک اور بت پرستی کا رجحان ہو رہا تھا۔ بلکہ تسلط پکڑ چکا تھا۔ چنانچہ اول توجہ جو مرزا صاحب نے کی وہ عقائد حقہ اسلامیہ کا پھیلانا تھا اور اس کے ذریعہ سے اسلام کو جو حضرت رسول اکرم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام لیکر آئے تھے دنیا میں پیش کرنا تھا اور یہ زمانہ بھی چاہتا تھا کہ کوئی ایسا ریفارمر آئے جو موجودہ دنیوی ترقیات اور سائنس سے فائدہ اٹھا کر تکمیل اشاعت دین اسلام کرے۔ اسی ضمن میں لازمی پڑ گیا کہ اسلام کی صداقت کو اور اس فرق کو جو اسلام اور دیگر مذاہب مروجہ میں پایا جاتا ہے۔ بین دلائل سے ثابت کیا جاوے۔ اس لئے ثانیاً ضروری ہو گیا کہ اسلام کی فوقیت دیگر مذاہب پر جتلائی جاوے۔ اور اسلام کی اس تیز تلوار کا حملہ دیگر مذاہب مروجہ پر کیا جاوے جو اس وقت بڑے زور سے تمام دنیا میں شائع ہیں۔ اور دیگر ایسی اقوام کو اسلام کی تعلیم پہنچائی جاوے جو اسلام سے ناواقف ہیں یا ان کو اسلام مشنریان یورپ جن کا تعصب مشہور ہے۔ کے ذریعہ پہنچا ہے اور آپ تو ماشاء اللہ بی۔ اے ہیں اور تاریخ مڈل (زمانہ وسطی یورپ) کے بھی واقف ہیں۔ آپ کو معلوم ہے یا ہونا چاہیئے کہ کس طرح یورپ کے پادری زمانہ وسطیٰ میں کروسیڈ کے جنگوں میں اسلام کے برخلاف لوگوں کو ابھار ابھار کر میدان جنگ میں لاتے تھے اور اسلام اور اسلامی اقوام کی نسبت کیا کیا غلط رائیں قائم کرتے تھے وہی خیالات اسلام کی نسبت ابّاً عن جدٍّ ورثہ کے طور پر اب تک یورپ میں چلے آتے ہیں۔ اور ہر ایک اسلامی مسئلہ کو خواہ وہ کیسا ہی حقانیت اور صداقت پر مبنی ہو نفرت سے دیکھا جاتا ہے یورپ باوجود اس قدر تہذیب اور روشنی کے اس تعصب سے اب تک اپنے دامن کو پاک نہیں کر سکا۔

اب اگر ایسے لوگوں کو جن میں سے ایک مسٹر سیل صاحب بھی مدراس میں ہیں۔ الزامی طور پر وہ اعتراضات جو وہ اسلام کی نسبت پیش کرتے ہیں۔ عیسائی مذہب موجودہ پر وارد کرکے دکھلائی جاویں۔ تو کونسی قباحت ہے۔ بلکہ استدلال کا طریقہ اور جواب دینے کا سب سے مؤثر اور گھر کو آگ لگا کر جلا دینے والا اور مخالف کا منہ بند کر دینے والا طریقہ تو الزامی جواب ہی ہوتا ہے۔ جس کے متعلق میں پہلے عرض کر چکا ہوں[1]

---

[1] مخدومی نے اعتراض کیا تھا کہ مسٹر سیل کے برخلاف مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے آرٹیکل میں سختی سے کام لیا ہے اور اپنی تائید میں "محمڈن اور مدراس" کو جو انگریزی اخبار میں پیش کیا تھا۔ اس اخبار نے بھی یہی اعتراض پیش کیا تھا۔ اس کا جواب اسی خط کے پہلے حصہ میں دیا گیا ہے مختصر طور پر جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جواب دینے کے دو ہی طریقہ ہیں۔ الزامی اور تحقیقی۔ الزامی جواب سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ معترض کو اپنے گھر کی فکر پڑ جاتی ہے اور اس کے اپنی معتقدات کے مطابق وہی امر اس کے اپنے مسلمہ اصول سے نکال کر دکھایا جاتا ہے اور اس کے بعد تحقیقی اور اصل جواب پیش کیا جاتا ہے۔ جس میں حق و معرفت

اب اس کے بعد جو اصلاح ہونی چاہیئے تھی وہ خود اخلاق کی تعلیم ہے اور مسلمانوں کو اصلی معنے میں مسلمان بنانا۔ میں نے تسلیم کر لیا کہ آپ بقول خود عقائد میں نہایت درجہ کی صداقت جو مرزا صاحب پیش کر رہے ہیں۔ پہلے ہی سے مومن اور ہمہ تن ہیں۔ یہ بھی میں نے تسلیم کر لیا کہ آپ پہلے ہی سے اشاعت اسلام کے کام میں مرزا صاحب کا ہاتھ بٹانے کو مستعد طیار ہیں۔ لیکن میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا آپ کو کسی زندہ اسوہ حسنہ کی ضرورت نہیں ہے جس کو پیش نظر رکھ کر یا جسکی صحبت میں رہکر آپ فیضان حاصل کریں۔ مگر کیا آپ کی تمدنی و معاشرتی معاملات اس درجہ تک پہنچ گئے ہیں۔ کہ آپ بغیر کسی کی ہدایت اور اقتدا کے خود بخود چلنے کے قابل ہیں۔ ہر ایک شخص نمونہ کا محتاج ہے اور دیکھئے ہم ایک زندہ نمونہ آپکے پیش کرتے ہیں۔ وہ زندہ نمونہ جو اسلام کا خادم ہو کر اسلام کا نورانی چہرہ دنیا کے سامنے پیش کرنے آیا ہے اور جس کے ہاتھ پر مقدر ہے کہ کسر صلیب ہو اور اسلام کی بہار کے دن آویں اور جسکی دعا ہی صرف کفر کو مارنے اور تباہ کرنے والی ہو بھلا یہ تو بتلایئے کہ ہدایات محکمہ بندوبست و قواعد طریقہ بندوبست تو سب موجود ہیں پھر کیا ضروری ہے کہ مہتمم بندوبست کے اوپر بھی ایک اعلیٰ افسر ہدایات دینے والا ہو دنیا کے کاموں میں جب ذرا ذرا سی جزوی باتوں میں ہم کو ضرورت دوسروں کی ہدایات کی پڑتی ہے تو کیا روحانی امور میں یہی سلسلہ جائز نہیں ہے۔ پس اس وقت بھی ضروری ہے کہ کوئی اعلیٰ درجہ کا افسر روحانی ہو جسکی زیر ہدایات ہو کر ہم اعلےٰ درجہ کی روحانی ترقی کریں اور میں آپکو چیلنج کرتا ہوں کہ آپ مرزا صاحب کے سوائے جو ہمارے لئے ایک نمونہ بننے کے قابل ہو پیش کریں اور پھر ہم دیکھیں گے کہ آیا وہ مرزا صاحب سے اعلیٰ درجہ کا روحانی استاد ہے اور اگر ہم اس امر میں تحقیق کر کے اس نتیجہ پر پہنچ گئے تو ہم فوراً ایسے استاد کی ہدایات پر عمل کرنیکو تیار ہو جائینگے مانا کہ ہمارے پاس ہدایات موجود ہیں لیکن ہمکو ضرورت ہے ایسی قدسی نفس کی جو ہم کو ایک کشش مقناطیسی کے طور پر اپنی طرف کھینچ لیوے اور ہم میں ایک نئی روح پھونک دیوے اور ہمارے مردہ دلوں کو زندگی اور افسردہ طبیعتوں میں جان ڈال دیوے۔ اور میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ مرزا صاحب سے بالاتر فی زمانہ کوئی قدسی نفس انسان ہرگز پیش نہیں کر سکیں گے جس نے ہزاروں مجبہ سے مردوں کو زندہ کیا ہو اور جس کے ہاتھ پر اور جسکی تائید میں ہزار در ہزار نشانات ابتک ظاہر ہو چکے ہیں اور جسکی صداقت پر آسمان و زمین نے گواہی دیدی ہو اور جس کے ہر موقع پر نصرت اور فتحیابی شامل حال ہو پس جب آپکو ایسا آدمی دوسرا میسر نہیں ہے تو کیوں مرزا صاحب کی بیعت میں آنے اور پیروی کرنے سے آپکو گریز ہے قرآن شریف فرماتا ہے "کونوا مع الصادقین" کہ صادق انسان کی معیت اختیار کرو۔ پس آپ تو قرآنی احکام کو تسلیم کرتے ہیں اب ہم بھی تو دیکھیں کہ آپ کب تک اس قرآنی حکم کی عملی طور سے صداقت کریں گے زبان سے کہدینا کہ ہم مرزا صاحب کے تمام معانی و معارف کو تسلیم کرتے ہیں آسان بات ہے لیکن دل سے جب تک آپ اس کی تصدیق نہ کریں گے آپ مرزا صاحب کو شناخت نہیں کر سکتے آپ دل سے اعتراف کریں پھر ہم ہی ثبوت دینے کو تیار ہیں کہ وہ آخری حَکم اور عَدل مرزا صاحب ہی ہیں اور آپکو انکی بیعت کے بغیر چارہ نہیں ہے مرزا صاحب بار بار فرماتے ہیں کہ میں "اسلام کا ادنیٰ خادم ہوں اور "احمد عربی کا غلام" اور گو مجھے غلامی کی طرف نسبت دیگئی ہے تو پھر آپ کو اس غلام کی تسلیم کرنے اور ماننے میں کیا دیر ہے جبکہ آپ دیکھتے ہیں کہ غلام اپنے آقا و مولیٰ سرور عالم "کیخدمت گزاری میں لگا ہوا ہے اور شب و روز اسی غم میں گداز ہو رہا ہے کہ کسی طرح سے آقا و مولیٰ کا دین پھیلے اور اسلام کا بول بالا ہووے۔ آپ کو بھی تو لازم ہے کہ ایسے اعلیٰ درجہ کے غلام کیساتھ ہو کر اور اسکی جماعت میں شامل ہو کر آقا و مولیٰ کے دین کی خدمت کریں اسی غلامی کی وجہ سے ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ مرتبہ پایا کہ صدیق کہلایا بادشاہ عرب و عجم حضرت فاروق اعظم بھی تو اس آقا و مولیٰ استاد اعظم کے غلام اور شاگرد ہی تو تھے اس غلامی میں جو فخر ان اکابر خلفاء کو حاصل ہوا بھلا بتلایئے تو سہی انکی نظیر میں کسی بادشاہ کو بھی حاصل ہوا۔ اب اخیر دور میں پھر احمد عربی کا غلام۔ احمد عربی کا عصاء فصاحت و بلاغت ہاتھ میں لیکر میدان میں کھڑا ہے اور تمام ادیان مخالفین کے بہادران کو چیلنج کر رہا ہے کہ آؤ کشتی لڑو لیکن کوئی مقابلہ میں نہیں نکلتا اور جو نکلتا ہے وہ سر کی کھاتا ہے اسکی مبارک لبوں پر چشمہ معارف و حقائق جاری ہے۔ برکت اس کے پاؤں چوم رہی ہے اس کے در و دیوار سے نور کل رہا ہے اور خدا کا ہاتھ اس کے سر پر ہے صالحین اور متقیوں کی جماعت اس کے ارد گرد جمع ہو رہی ہے اسکی تبلیغ کا ڈنکا دور دور بج رہا ہے اب آپ کہتے ہیں کہ اس اکھاڑہ میں اس غلام کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہونیکی کیا ضرورت ہے۔ تو کیا آپکا منشا ہے کہ ہزیمت خوردگان کے جھنڈوں کے نیچے جا کر پناہ لیویں یا ہیجڑوں کی صف میں جا کر شامل ہو جاویں نہیں نہیں دقت اور زمانہ پکار رہا ہے کہ آؤ اس غلام احمد عربی کے قدموں پر جان قربان کر دو اور نجات کا راستہ پاؤ دنیا میں فتح حاصل کرو اور عاقبت میں سرخروئی۔ پس ایسے انسان عظیم الشان کو جو حضرت رسول اکرم کی چادر اوڑھے ہوئے ہے اور جو فنا فی النبی ہو چکا ہے ہم کہہ لیویں کہ وہ نبی اللہ ہے تو کیا گناہ ہے بلکہ عین صداقت ہے اور اس خدائی انسان کی عظمت منصور ہے جو عرب کے شہر ام القریٰ میں پیدا ہو کر خاتم الرسل و النبیین ہوا۔ اب میں اخیر میں حضرت اقدس جناب میرزا صاحب کی اپنی اشتہار تبلیغ الحق مورخہ ۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء سے چند فقرات اقتباس کر کے یہاں آپکے ملاحظہ کیلئے درج کرتا ہوں تا کہ آپ کو معلوم ہو کہ حضرت مرزا صاحب کی بعثت سے کیا مطلب اور مقصود ہے اور میری انکی غرض صرف یہی نہیں کہ میں ظاہر کروں کہ حضرت عیسے علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں یہ تو مسلمانوں کے دلوں سے ایک روک کا اٹھانا اور سچا واقعہ انپر ظاہر کرنا ہے بلکہ میری انکی اصل غرض یہ ہے کہ تا مسلمان خالص توحید پر قائم ہو جاویں اور ان کو خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو جاوے اور انکی نمازیں اور عبادتیں ذوق اور احسان سے ظاہر ہوں اور ان کے اندر سے ہر ایک قسم کا گند نکل جاوے اور اگر مخالف سمجھتے تو عقائد کی بارے میں مجھ میں اور انمیں کچھ بڑا اختلاف نہ تھا اب آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم کس غرض کیلئے حضرت اقدس کی بیعت میں ہیں اور وہ ہماری بیعت لیکر ہمکو کیا کرنا چاہتے ہیں مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور تمام مدبران قوم و علماء اسلام بالخصوص آپکے ہم خیال لوگ اس امر کا اعتراف کر چکے ہیں کہ مسلمانوں کی حالتیں خراب ہیں بلکہ بکی ایک ہیبر دائف اسلام تو مسلمانوں کی قوت کا فیصلہ بھی ایک بڑے مجمع اہل اسلام میں سنا چکے ہیں اور شعراء قوم کے مرثیے پڑھ چکے ہیں اب ایسی حالتیں کیا ضروری نہیں کہ خداوند کریم اپنے وعدے کے مطابق اسلام کی حفاظت کے لئے کوئی انسان مزکی النفس بھیجے جو اصلاح اہل اسلام کرے اور ان کو پھر اس چشمہ ہدایت پر لیجاوے جس سے وہ بھٹک گئے ہیں کیا ضروری نہیں ہے کہ پھر مسلمانوں کو توحید کا سبق پڑھایا جاوے اور ان کی علمی اور عملی حالت کو درست کیا جاوے۔ کیا آپکے خیال میں انگریزی علوم محض پڑھنے سے مسلمانوں کی عملی حالت درست ہو جائیگی یا انمیں وہ حالت پیدا ہو جاویگی جسکی طرف قرآن شریف رہبری کرتا ہے ہرگز نہیں سابقہ تجربہ تو یا یوسی دلا رہا ہے آئندہ کیلئے کوئی وجہ ایسی ابتک پیدا نہیں ہوئی جس سے محض انگریزی تعلیم کے رواج سے عام مسلمانوں کی عملی حالتیں درست ہو جاویں ضرورت یہ ہے کہ ایسا پاک قدس نفس والا انسان پیدا ہو کہ جسکی انفاس قدسیہ کی تاثیر دل سے وہ روح اہل اسلام میں پیدا ہو جاوے جس سے ان کیلئے اخلاق اور انکی تمدنی زندگی درست ہو جاوے اور یہ امور بجز شریعت حقہ کی سچی پیروی کے درست نہیں ہو سکتی شریعت حقہ کو درست طور پر پیش کرنیوالا اس وقت سوائے حضرت مرزا صاحب کی ذات والا کے ایک انسان بھی نظر نہیں آتا اچھا آپ کوئی دوسرا انسان دکھلا دیں تو ہم اس کی جانچ پڑتال کرنیکے لئے بالکل مستعد اور تیار ہیں اہل عرب جو زمانہ جہالت میں تمام قسم کے عیوب اور افعال میں مبتلا تھے ہوئے تھے انکی حالت آناً فاناً کسطرح بدل گئی یہ ہوتا ہے ایک مزکی النفس انسان کا اعجازی اثر۔ اب خدا نے ارادہ کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے پاک وجود کے ذریعہ سے تمام اہل اسلام کی علمی و اخلاقی و تمدنی و معاشرتی و عملی حالتوں میں وہی تبدیلی پیدا کر دے جو اسلام چاہتا ہے اور جسکی طرف خدا کا پاک کلام رہنمائی کر رہا ہے۔ کیا آپ مرزا صاحب کی جماعت کی اخلاق و عقائد اور دیگر لوگوں کی اخلاق و عقائد میں کوئی ما بہ الامتیاز ملاحظہ نہیں کرتے درخت ہمیشہ اپنی پھلوں سے شناخت کیا جاتا ہے ہم اپنی عقائد کو بھی ایک معقول اور خلق انسان کی سامنے پیش کر کے سچا فلسفہ اسلام پیش کر سکتے ہیں اور اسپر فخر کر سکتے ہیں بلکہ فلسفی اور طبعی بھی سوائے تسلیم خم کرنیکے کوئی چارہ نہیں دیکھیگا لیکن کیا دوسرے مسلمانوں کی عقائد اسیطرح کی ہیں کیا ان کی عقائد میں شرک اور دم پرستی کی ملونی نہیں ہے۔ ہے اور ضرور ہے ہمکو فخر ہے کہ جس اسلام کو حضرت مرزا صاحب نے پیش کیا ہے وہ ٹھیٹ اسلام ہے اور تمام مہذب ممالک میں اس اسلام کی اشاعت ہو سکتی ہے لیکن ہمارے مخالفین کی پاس صرف پوست ہی پوست ہے اور مغز نہیں۔ کیا آپ یقین رکھتے ہیں کہ آپکو ضرورت ایسے انسان کی نہیں ہے جو آپ کو ہر قسم کے گندوں سے پاک کرے اور آپکو اس چشمہ حیوانی تک پہنچادے جسکو پیکر انسان حیات جاودانی حاصل کرتا ہے پس یہی دعویٰ مرزا صاحب کا ہے۔ آیئے اور ایک دفعہ کچھ عرصہ رہکر حضرت اقدس کی صحبت کا فیضان حاصل کیجئے اور دیکھئے کہ وہ کیا کیا اعجازی طور پر اپنی جماعت کو اس چشمہ حیوانی تک پہنچانیکی کوشش میں لگے ہوئے ہیں آخر دنیاوی کام بھی تو آپ کرتے ہیں اور زندگی کا بہترین حصہ آپنے دنیاوی ترقیات و علوم کی حصول کیلئے خرچ کر دیا ہے کچھ عرصہ روحانی تاثیرات کو حاصل کرنیکے لئے اور محض دین اور خدا اور رسول خدا کی خوشنودی کی خاطر اپنی عزیز وقت میں سے تھوڑا سا لگا کر خرچ کریں قادیان کتنی دور ہے کیوں آپ اپنی شبہات کو خود مامور من اللہ کے سامنے بیان نہیں کرتے کیا مامور من اللہ سے خدانخواستہ دشمنی ہے یا کوئی تعصب،

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۔ ہوتی ہے تمام مناظرات میں یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے اور ایسی کتابیں بھی جو مذہبی مناظرات پر لکھی گئی ہیں یہی اصول مدنظر رکھی جاتا ہے مسٹر سیل سخت مخالف اسلام اور اس کے حملے بالکل بیجا اور بیہودہ ہیں اس کے برخلاف ذرا سختی سے کام لینا از حد ضروری تھا اگرچہ ہم ان کو بھی سختی نہیں قرار دیتا۔ اگر کوئی تپ سے بیمار ہو اور اس کو کونین کھلائی جاوے۔ تو حکیم پر اعتراض نہیں ہو سکتا کہ کیوں کڑوی دوائی دیگئی ہے۔ بلکہ فائدہ کڑوی دوائی سے ہی ہوتا ہے

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم مغفور رضی اللہ عنہ کی علالت، حُسن خاتمہ اور اُس سے احمدی قوم اہل تقویٰ اصحاب کے لئے مفید سبق

(راقم زدہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)

(سلسلہ کیواسطے دیکھو اخبار بدر ۵ مورخہ ۲ فروری ۱۹۰۶ء)

اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ ہمیشہ ماموروں مجددوں کی ان کے زمانہ میں مخالفت ہوئی ہے۔ اور ان کو کفر کے فتوے دئے گئے ہیں اور بعد میں لوگوں کی آنکھیں کھلی ہیں اور پھر جوق در جوق ان کی اتباع میں داخل ہوئے ہیں مگر اس وقت کا ماننا چنداں فائدہ مند نہیں ہوتا۔ مبارک وہ ہیں جو اس مامور کے ہوتے ہوئے اس کی قدر کرتے ہیں اور اس کے فیض صحبت سے حصّہ لیتے ہیں۔ اے نوجوانو۔ اٹھو اور خدا کے لئے غور کرو اور اس سے مدد مانگو کہ یہ تمہارے لئے مصلح آیا ہے اگر تم اس سے بے بہرہ رہے تو پھر تمہاری بدقسمتی کا کیا ٹھکانا ہے۔

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا
اگر یاراں کنوں بر غربت اسلام رحم آید
باصحاب نبی نزد خدا نسبت شود پیدا
نفاق و اختلاف ناشناساں از میاں خیزد
کمال اتفاق و خلّت و الفت شود پیدا
بجنبید از پئے کوشش کہ از درگاہ ربانی
زبہر ناصران دین حق نصرت شود پیدا

۱۱۔ رضا بالقضاء

مولوی صاحب مرحوم کی علالت کے زمانہ میں اس قدر کوشش اور ان کے لئے اضطراب اور درگاہ الٰہی میں تضرع اور ابتہال کے ساتھ دعا کا اسوۂ حسنہ تو آپ مشاہدہ کر چکے ہیں۔ اب اس وقت کی حالت قابل نوٹ کرنے کے ہے۔ کہ جب مولوی صاحب مرحوم فوت ہوئے تو کیا حضرت اقدس نے ان کی وفات پر کیونکر دو لوگوں کی طرح جزع فزع کیا؟ یا صبر اور استقلال اور رضا بالقضاء کا نمونہ دکھایا۔ جو کہ ایک مامور میں پایا جانا ضروری ہے۔ اب میں آپ کے سامنے اس آخری گھڑی کا نقشہ پیش کرتا ہوں۔

گیارہ اکتوبر ۱۹۰۵ء بدھ کے روز جس کا ذکر میں پہلے بھی کر چکا ہوں۔ کہ مولوی صاحب کی حالت اگرچہ بہت نازک تھی اور وہ انکی زندگی کا آخری دن تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان پر حضرت اقدس کا ایمان بالکل پکا اور غیر متزلزل تھا۔ ظہر کے وقت جب نماز سے پہلے ان کی سخت ضعف کا ذکر تھا۔ حضرت اقدس خود جا کر اپنے گھر میں سے دوا لائے۔ اور مولوی صاحب کے لئے خاکسار کو دوا دی کہ نماز ظہر کے بعد مولوی صاحب کو جا کر پلا دینا (کیونکہ نماز سے پہلے مولوی صاحب کو غذا دی گئی تھی) ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔ کہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز نا امید نہ ہو۔ وہ چاہے تو مردہ[1] میں جان ڈال دے۔ جب ہم نماز سے فارغ ہو گئے تو مولوی صاحب مرحوم کا ماموں زاد بھائی منشی محمد اسماعیل گھبرایا ہوا آیا۔ اور کہا کہ مولوی صاحب کی حالت بہت بگڑ گئی ہے۔

اس پر خاکسار اور مولوی محمد علی صاحب اور بھی چند احباب مولوی صاحب کو دیکھنے کو گئے۔ وہ گھڑی ہمارے اوپر سخت دردناک گھڑی تھی جس کے تصور سے اب بھی دل پر ایک خاص اثر اور رقت طاری ہو جاتی ہے وہ آخری گھڑی تھی۔ کہ ہم نے اس حبیب کو دیکھا۔ اس وقت وہ ہم لوگوں سے انقطاع کر کے اس ملک جاودانی کی طرف سدھار رہے تھے۔ اور اپنے ربّ کے حضور حاضر ہونے کو تھے مرحوم نے تو دینی شرط وفا کو پورا کیا۔ اور اپنے آقا و مولیٰ مسیح زماں کے قدموں میں جان دی جس کے لئے کہ اُس نے اپنا گھر بار خویش و اقارب چھوڑے تھے۔

برآں سرم کہ دل و جان فدائے تو بکنم
کہ جان بیار سپردن حقیقت یاریست

مولوی صاحب مرحوم تو اپنی مراد کو پہنچے۔ کہ انہوں نے عین خدمت دین اور اشاعت اسلام میں جان دی۔ اور بے شک ہمارے لئے بھی شکریہ کا مقام تھا۔ کہ وہ اس جہان کے ابتلاؤں سے چھوٹ کر ہمیشہ کے لئے دار الامن میں داخل ہوئے۔ مگر انکی جدائی ہمارے لئے ازبس شاق تھی۔ کیونکہ ان کا وجود ہمارے لئے خیر و برکت کا موجب تھا۔ اور وہ ہمیشہ ہم کو روحانی ترقیات کے لئے بڑی بڑی زبردست تحریکیں کرتے رہتے تھے۔ بالخصوص یہ خیال کہ آئندہ ہم ان کے پیارے مُنہ سے خدا کا پیارا اور زندگی بخش کلام نہ سُن سکیں گے۔ انکی موت کا نظارہ دیکھ کر اور دنیاوی زندگی کی بے ثباتی کا نقشہ مشاہدہ کر کے ہمارے دل ایسے بھر آئے کہ ہم اپنے آپ کو ضبط نہ کر سکے اور مولوی محمد علی صاحب کے کمرہ میں دیوانہ وار بے اختیار ہو کر آ پڑے۔ اُس وقت کی ہماری حالت کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ ہمارے دل اُس حبیب کی جدائی کو کس طرح سے محسوس کر رہے تھے۔ اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد مستورات کے رونے چلانے کی آواز سُنکر حضرت اقدس باہر نکل آئے اور خاکسار کو بلایا خاکسار اور مولوی محمد علی صاحب حاضر ہوئے۔ اُس وقت ہمارا دل اس طرح سے بھرا ہوا تھا۔ کہ ہمارے مُنہ سے اچھی طرح سے آواز بھی نہیں نکلتی تھی۔ ہم نے عرض کی کہ اب صرف کوئی دم باقی ہے۔ مولوی صاحب کی اب زندگی ہو چکی۔ اُس وقت حضرت اقدس نے ہم کو نہایت درد انگیز الفاظ کے ساتھ اس طرح خطاب کیا "صبر کرو۔ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے مگر بے نیاز بھی ہے یہی مقدر تھا جو ظہور میں آیا۔ خدا تعالیٰ کی رضا پر شاکر رہو"۔ یہ حاصل بالمطلب ہے۔ اس تقریر کا جو حضرت اقدس ع نے اس وقت فرمائی۔ مجھے ٹھیک الفاظ یاد نہیں رہے۔ جو بہت پُر زور تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تحمید اور تقدیس اور اس کے شکر اور احسان سے پُر تھے۔

اس میں شک نہیں کہ حضرت اقدس کو اس جماعت کے فخر اور مسلمانوں کے لیڈر مرحوم کی جوانی کی موت کا سخت صدمہ ہوا مگر اس پر بھی خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھا۔ اور اس مصیبت پر بھی اس کا شکر کیا۔ اور سب کو یہی تلقین کی کہ اس کی قضا و قدر سے پوری صلح رکھیں۔ اور کوئی کلمہ یاس یا ناامیدی کا مُنہ پر نہ لائیں۔

اس میں یہ غور کرنے کی بات ہے۔ کہ وہ عزیز جس کے لئے اخیر تک حضرت اقدس درد سے دعائیں اور ہر ایک قسم کے علاج سے انتھک کوشش میں مصروف رہے اور جس سے آپ کو اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبت تھی جوں ہی رونے اور چیخنے کی آواز سُنی۔ گھبرا کر باہر مسجد کے صحن میں نکل آئے۔ اور موت کی خبر پا کر ان کے مُنہ سے خدا کی عظمت اور جبروت اور اس کے شکر کے سوائے اور کچھ نہ نکلا۔ ذرا اپنے روزمرہ کے مشاہدہ سے اس امر کا موازنہ کرو۔ عام طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ جب کبھی کوئی ایسا عزیز مر جاتا ہے تو اُس وقت رونے چلانے اور ہائے افسوس کے سوائے اور کچھ نہیں ہوتا۔ خدا کا نام اکثر بعد میں یاد آتا ہے مگر اوپر اس امام کا حال دیکھو کہ اپنے صبر اور خدا پر ایمان اور بھروسہ کا ایسا اعلیٰ درجہ کا نمونہ ہمارے سامنے پیش کیا اور اپنے کامل ایمان اور خدا تعالیٰ کی قضا و قدر سے سچی صلح کا نمونہ دکھایا کہ عملی علوم پر اس الہام کا بھی مصداق اپنے آپکو ثابت کیا۔ قل انّی اُمرت وانا اول المؤمنین

میں پھر عرض کرتا ہوں کہ اس مبارک اسوہ اور نمونہ کی عظمت کا اپنے دلمیں ذرا خیال کرو کہ وہ پیارا اور حبیب جس کیلئے حضرت اقدس نے اپنے اوپر آرام حرام کر رکھا۔ اور ان کی اُس دن کی لمبی بیماری میں ہر ایک رات میں سوتے تھے اور ہر وقت اسی کوشش میں اور خیال میں لگے رہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ انکو شفا دے مگر جب خدا کی قضا و قدر کو دوسرے رنگ میں پورے ہوتے ہوئے دیکھا۔ ایک سیکنڈ بالکل طرفۃ العین کیلئے بھی اُس ناموافقت کا اظہار نہ کیا اور جونہی سُنا کہ اس کا انتقال ہو گیا زبان سے یہی کہا کہ ہم اس خداوند کی رضا پر شاکر ہیں اور کسی قسم کی بے چینی یا بے صبری آپ سے ظہور میں نہ آئی ورنہ اس ضعیفی کی عالم میں اتنا عظیم الشان صدمہ ایک دنیا دار کی ہلاکت کا موجب ہو سکتا ہے یا کم از کم ایک دنیا پرست کو زندہ در گور ہی کر دیتا ہے۔ مگر خدا کے لئے ذرا غور کر کے دیکھو اور سوچو کہ کیا اس قسم کا نمونہ ایسی سخت مصیبت کی گھڑی میں سوائے انبیاء و مرسلین کے یا ایسے لوگوں کے جو ان کے رنگ میں رنگین ہوں کبھی کسی ایسے شخص سے کہ جو سواد اعظم دنیا کا گیرا ہو اور مفتری علی اللہ ہو ظہور میں آسکتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

[1] اس جگہ مُردہ سے مراد ایسا مُردہ ہے کہ جسکی نبض و تنفس وغیرہ کچھ عرصہ کے لئے قریباً ساقط ہو گئے ہوں۔ اور بظاہر مُردہ ہو حقیقی مردہ مراد نہیں جس کی قبض روح کیا گیا ہو کیونکہ یہ سنت اللہ کے خلاف ہے فیمسک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخریٰ

مراسلات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی الذین اتبع الھدیٰ واجتنبوا من سبیل البغی والھوی۔ اما بعد۔ بندہ راجی الغفران انوار حسین خاں ساکن شاہ آباد ضلع ہردوئی ناظرین پرچہ عرض پرواز ہے کہ میری نظر سے ایک اشتہار موسومہ عبرۃ لاولی الابصار۔ شاہجہان پور کا رفتہ رفتہ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء میں گذرا جس میں کمترین کے کھلے خط کا حوالہ تھا۔ مجھ کو اگرچہ اس کے جواب کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ مجیب صاحب نے خود مقولہ شیخ سعدیؒ کا تحریر فرمایا ہے۔

آنکس کہ زقرآن و خبر زو نہ رہی
اینست جوابش کہ جوابے ندہی

اور ومن ادعی حقیقۃ او مجازاً صار دجالا فریا (جو شخص کہ دعوے کرے حقیقت یا مجاز کا ہو جاتا ہے دجال لعنتی) اس صورت میں خود مجیب صاحب بھی دجال ہوئے کیونکہ کوئی شخص دو حالتوں سے خالی نہیں یا وہ معنے حقیقی لیگا یا مجازی اور کوئی عبارت ان دو حالتوں سے خالی نہیں رہ سکتی۔ اس وجہ سے اور بھی مجھ کو جواب کی ضرورت نہ تھی۔ کہ خود مجیب صاحب مصداق دجال ہیں۔ رہا حوالہ اشتہار میں سو روپیہ کا جو دیا گیا ہے اس کی حالت بھی غالباً یہ ہے۔ کہ سو روپیہ کوٹھی لمٹیڈ میں جمع ہیں۔ لمٹیڈ چونکہ انگریزی لفظ ہے۔ پہلے اس کے معنے جاننے چاہیئے تھے۔ خود روپیہ جمع کرنیوالا .. اپنا راس المال بھی پا نہیں سکتا۔ چہ جائیکہ اشتہار کا روپیہ۔ اور جو شخص کہ طمع پر جواب دینے والا ہو۔ اس کی حالت بھی ظاہر ہے۔ اور مجیب صاحب نے اقتباس جن عبارات کتب جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود سے کیا ہے۔ اس میں بھی بہت بڑی دیانت سے کام لیا ہے۔ مجیب صاحب کو بہ نظر انصاف یہ چاہیئے تھا۔ کہ اصل عبارت کو مع مبتدا و خبر کے بحوالہ صفحہ کے اہل تحقیق و حضرات منصفین کے سامنے پیش کر دیتے نہ کہ اپنے خود ساختہ مضمون سے پبلک کو دھوکا دیتے۔ عبارت سے کچھ مطلب نکلے۔ اور مجیب صاحب بطور دجل کے پبلک کو دھوکہ دہی کے طور پر اس اشتہار میں کچھ اور ہی تحریر فرما دیں۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔

میرے نزدیک اگر ناظرین باتمکین ان کتابوں کا مطالبہ کریں جن کا حوالہ مجیب صاحب نے دیا ہے۔ یا تو مجیب صاحب سے منگوا کر خود ملاحظہ فرماویں ورنہ ان کتابوں کو میرے پاس سے طلب فرما کر معائنہ فرماویں تو بہت مناسب ہوگا۔ غالباً ان عبارات کے عکس اس کے مفہوم کو پاویں گے اور اس فریب بابی سے جس کا مطالبہ شرعاً ان پر بھی ہے۔ محفوظ رہیں گے۔ ہمارے مجیب صاحب ایسے جوش میں آئے جو اس تحریر میں ایسے الفاظ بھی تحریر کر دیئے۔ کہ جن کے سبب سے وہ زیر دفعات تعزیرات ہی آ سکتے ہیں۔ لہذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اپنے دوست کو متنبہ کر دوں۔ غالباً اس کا باعث یا تعصب یا نادانی ہوگا۔ مگر میں مجیب صاحب کو آگاہ کرتا ہوں۔ کہ زیادہ طیش میں عقل سلیم اور انصاف پسند باقی نہیں رہتی۔ اعتدال سے کام لینا چاہیئے۔ اور علمار کو تو خصوصاً اخلاقی نمونہ دکھلانا بہت ضروری ہے اور چونکہ مجیب صاحب نے ایک جگہ یہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ کہ ہم حکیم صاحب اور نیز ذریات کادیانی سے ملتمس ہیں۔ کہ اول کتب محدود کر دی جاویں جس کی تحریر پر انکار نہ کیا جاوے۔ ازاں بعد ائمہ کرام و علمار عظام الخ معلوم ہوتا ہے کہ مجیب صاحب نے میرے کھلے خط کو ملاحظہ نہیں فرمایا اور بغیر دیکھے جواب تحریر فرما دیا۔ اس میں صاف تحریر ہے۔ کہ قرآن شریف کی آیت قطعی الدلالت سے حضرت عیسیٰ کا بجسد عنصری زندہ ہونا اور رستہ ضروریہ کا پایا جانا ثابت کیا جاوے۔ ورنہ حدیث صحیح مرفوع متصل سے تعجب ہے، کہ مجیب صاحب کتاب کے محدود کرنے کا الخ مطالبہ فرماتے ہیں کیا قرآن شریف سے اعلےٰ کوئی کتاب ہے، اور خود حضرت مجیب صاحب مصداق ؎

آنکس کہ زقرآن و خبر زو نہ رہی + این است جوابش کہ جوابے ندہی

کے ہوئے یا نہیں۔ ہم کو کوئی ضرورت جواب کی نہ تھی۔ مگر صرف اس خیال سے کہ جواب تو اس اشتہار کا دیتا نہیں ہوں۔ میں حضرات ناظرین کی خدمت میں ملتمس ہوں۔ کہ وہ خود اس کو ملاحظہ فرما کر اور کمترین کے عریضہ کو معائنہ فرما کر آپ اپنی خداداد عقل سے فیصلہ کر لیں گے۔ رہا یہ کہ جناب مجیب صاحب تحریر فرماتے کہ علمار پر ایسے ضدی جاہل کم فہم کو ذی فہم بنانا واجب نہیں۔ لہذا عرض ہے۔ کہ حضرت مجیب صاحب کے اول تو اس عبارت سے کمال درجہ کی تہذیب ٹپکتی ہے اور نام نامی میں جگہ ابو المکارم تحریر فرمایا گیا ہے۔ جو کچھ بزرگی اور تہذیب اس عبارت میں ہے وہ ظاہر ہے۔ بعد ازاں عرض ہے۔ کہ مجیب صاحب حدیث من سئل عن علم وھو یعلمہ الخ (جو شخص سوال کیا جاوے کسی علم سے اور وہ اس کو جانتا ہو اور نہ تبلا دے تو اس کو آگ کی لگام دی جاوے گی۔) پر خیال اور غور فرماویں۔ آخر میں مجیب صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ حکیم صاحب نے خوشامدانہ عبارت حکام کی نسبت لکھی ہے۔ جناب والا میں نے خوشامدانہ عبارت تحریر نہیں کی اور میں کسی جلد کی خدمت کا خواستگار یا خواہشمند نہیں ہوں اور نہ اب تک کوئی اس کے خلاف ثابت کر سکتا ہے۔ میں نے جو واقعی حالت ہی تحریر کی۔ میں نے آپ صاحبوں کی طرح منافقانہ حالت پسند نہیں کی۔ یہ آپ ہی صاحبوں کو زیبا ہے۔ کہ دل میں یہ خیالات مرکوز ہوں کہ عیسےٰ یا مہدی صاحب آویں گے اور تمام نصاریٰ کو قتل کر کے ان کی عورتیں اور مال غنیمت لا کر آپ صاحبوں کو مرحمت فرمائیں گے اور آپ صاحب با آرام تمام اپنی مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے رہیں گے۔ اور وہ اس قدر مال آپ کو دیں گے۔ کہ کوئی قبول بھی نہیں کرے گا۔ مال کی کثرت اور نصاریٰ کی حالت تو ظاہر ہے مگر اس پر بھی خیال فرمانا چاہیئے۔ کہ جس کی بابت کسی حدیث صحیح کی سند نہیں صرف آپ صاحبوں کا ساختہ و پرداختہ ہے کہ ایک حصہ بغیر لڑے۔ نصاریٰ کا مقابلہ نہیں کریں گے اور بھاگ جاویں گے اور ایک حصہ لڑ کر بھاگ جاویں گے اور ایک حصہ لڑیں گے جن میں سے ۹۹ فیصدی قتل ہو جائیں گے۔ ایک باقی رہے گا اور اس حالت میں مال جو چھوٹا ہوا ہوگا۔ اس کو کوئی قبول نہ کرے گا۔ جناب والا اس حالت میں کیا مسلمانوں کا ہی وجود مثل عنقا کے نہ ہوگا اور نصاریٰ میں سے تو کوئی باقی ہی نہیں رہے گا۔ اور پھر آپ صاحبوں کے حسب منشا اگر امام مہدی صاحب یا عیسےٰ نہ ہوں گے۔ تو حکم پھر کیسے ہوں گے بلکہ متبع ہوں گے۔ اگر حکم ہوں گے۔ تو کیا اب ان سے برسر پرخاش نہ ہوں گے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ یکادیقتلونہ۔ اور اگر نہ ہوں گے۔ تو نصاریٰ کے مد مقابل آپ صاحبوں میں سے کس قدر لڑنے کو نکلیں گے اور پھر اگر نکلیں گے بھی تو ان میں سے ۹۹ فیصدی قتل ہو جاویں گے۔ تو پھر مسلمان کس قدر باقی رہیں گے۔ نتیجہ یہ کہ کوئی انسان باقی نہیں رہے گا اور پردہ یعنے عیسےٰ جزیہ بھی قبول نہیں کریں گے اور سب کو ایکدم سے بغیر ملزم بنائے اور بغیر بینہ اور ثبوت کے قتل ہی شروع کر دیں گے اور کسی کو امان بھی نہ دیں گے۔ بجز قتل یا اسلام کے دوسرا کام نہ ہوگا۔ مگر ہم قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کا یہ حکم پاتے ہیں کہ اگر مشرکین میں سے کوئی پناہ مانگے۔ تو اے رسول اس کو پناہ دو۔ وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ۔ اور یہ بھی اس میں پاتے ہیں۔ کہ لا تقاتلوا المشرکین حتی یقاتلوکم فیہ۔ یعنی مشرکین سے پہلے لڑائی میں تم پیشقدمی مت کرو اگر وہ لڑ بیٹھیں۔ تو ان سے لڑو۔ یعنی دفاعی حالت اختیار کرو۔ تعجب ہے۔ کہ قرآن شریف پیشقدمی کو منع کرتا ہے اور انجیل میں تو یہ حکم ہے۔ کہ اگر کوئی داہنے گال پر طمانچہ مارے تو بایاں گال سامنے کر دینا چاہیئے مگر لطف یہ ہے کہ عیسےٰ مفروضہ دونوں کو بالائے طاق رکھ دیں گے۔ قرآن شریف کو تو اس طرح پر کہ پیشقدمی کریں گے اور انجیل کو اس طرح پر کہ اس میں تو انتقام کی بھی اجازت نہیں اور طرہ یہ کہ نبی بھی ہوں گے اور دونوں حکموں کے خلاف بھی کریں گے۔ شائد تمادی ایام سے انجیل بھی بھول جاویں اور قرآن شریف سے تو ان کو واسطہ ہی نہ ہوگا۔ کیونکہ حضرت عیسےٰ کا قول انی رسول الی بنی اسرائیل ہے۔ قرآن شریف تو بنی اسمٰعیل پر نازل ہوا ہے۔ اگر آپ فرماویں کہ امام مہدی صاحب ایسا کریں گے۔ تب بھی یہ بات ٹھیک نہیں کیونکہ ان کو تو کوئی حق بوجہ امتی ہونے کے قرآن شریف کے خلاف کا ہو ہی نہیں سکتا۔

اب میں زیادہ طوالت دینا نہیں چاہتا۔ مختصراً عرض ہے،

کہ کیا آپ اس کا ثبوت قرآن شریف یا حدیث صحیحہ سے دے سکتے ہیں کہ قرآن شریف میں جزیہ کے اٹھا دیئے جانے اور بجبر و استکراہ مسلمان بنالے اور اماں نہ دینے کا فلاں آیت میں حکم یا اجازت ہے۔ تو مہربانی فرماکر مجھ کو بھی مطلع فرمائیے۔ اس حالت میں کمترین آپکا ہم خیال بن جاوے گا ورنہ جناب والا ایسی منافقانہ حالت کو پسند نہیں کرتا۔ کہ دل میں تو یہ باتیں مخفی ہوں کہ ہم کو مال اور عورتیں اور غنیمت ملے گی اور ہم تمام املاک اور نصاری کی کوٹھیوں اور کارخانوں کے مالک بنیں گے اور ظاہرداری میں یہ خوشامدانہ الفاظ کہ ہم تابعدار اور فرماں بردار ہیں۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔ میں نے واقعی بات تحریر کرنا مناسب جانا۔ نہ منافقانہ۔ اس کو آپ صاحب جس طرح سے چاہیں۔ تعبیر کریں۔ فقط

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

وطن اور میگزین

ذیل میں میں اپنے معزز دوست حکیم محمد حسین صاحب قریشی کا خط چھاپتا ہوں جو حکیم صاحب موصوف نے ایڈیٹر صاحب وطن کو لکھا تھا۔ اس سے ظاہر ہوگا کہ ہماری جماعت کو سلسلہ کی تائید میں کس قدر غیرت ہے اور اسلام کی اشاعت کے لئے کتنا جوش ہے اور وطن کی تجویز کو ... ... کس امید پر منظور کرنا وہ پسند کر سکتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ممالک غیر میں اشاعت اسلام

اشاعت اسلام غیر ممالک کے متعلق پچھلے دنوں میں جو خط و کتابت سلسلہ عالیہ سے ایڈیٹر صاحب وطن کی رہی ہے۔ اور اس کے متعلق وطن نے جو آخری فیصلہ چھاپا ہے۔ اس میں میری ایک چھٹی یا مضمون کا بھی مجملاً ذکر کیا گیا ہے۔ لہذا میں چاہتا ہوں۔ کہ وہ چھٹی بجنسہ بدر میں چھاپ دی جاوے تا میرے بھائیوں کو کم سے کم کوئی مغالطہ نہ ہو۔ اور انہیں علم ہو جاوے کہ ان کے ایک ادنیٰ خادم بھائی کی اس کے متعلق شروع میں ہی کیا خیالات تھے۔ لہذا وہ مضمون بجنسہ شامل ہذا ہے بدر کی تازہ اشاعت میں جگہ دیکر مشکور فرما دیں۔

میرے پیارے ایڈیٹر وطن خدا تمہارے ساتھ ہو

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ ۹۔ فروری کا وطن خصوصاً وہ سلسلہ خط و کتابت جو آپ نے زیر عنوان "ایک ضروری خط و کتابت اور اس کا نتیجہ" شائع فرمایا تھا۔ میں نے جس شوق و ذوق سے دیکھا۔ اس کا اولیٰ ثبوت یہ ہے۔ کہ اپنی جماعت احمدیہ کے ہفتہ وار جلسہ منعقدہ ۱۰ فروری سنہ ۱۹۰۶ء میں میں نے نہایت خوشی کے ساتھ باآواز بلند پڑھ کر سنایا یہ خوشی اس لئے نہیں۔ کہ اپنے پرچہ مذکور میں اپنے ناظرین ریویو آف ریلیجنز کے دو ہزار خریدار پیدا کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ یا اس سے ہمارے سلسلہ اور مقاصد کی کوئی بڑی تکمیل ہوتی ہے۔ سلسلہ کے متعلق تو آپنے پہلے ہی شرط لگا دی تھی کہ رسالہ میں اس کا ذکر تک نہ ہو۔ گو میں جانتا ہوں کہ جہاں تک اللہ تعالےٰ نے اس معاملہ میں آپ کو فہم عطا کیا ہے۔ آپکی نیت نیک ہے اور حق کی اشاعت کا جوش آپکے دل و دماغ میں جوش زن ہے۔ جو آپ کو یہاں تک لایا ہے۔ کہ آپنے اس کی بھی پرواہ نہیں کی کہ آیا اشاعت اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ کے متعلق قادیانی احمدی جماعت سے مشورہ کرنے کی جرم میں یا ان کے کسی کام کی تعریف کرنے کی پاداش میں کوئی خدائی فوجدار یا اسلام کا ٹھیکہ دار۔ کفر کا فتویٰ نہ دیدے۔ یہی میری خوشی کی اصل بنا ہے۔ میں تہ دل سے اور بڑی قدر کرنے کی وجہ سے آپکی اس جوانمردی اور اشاعت اسلام کے لئے ایک جوش رکھنے والی طبیعت کے لحاظ پر مرحبا۔ صد مرحبا۔ اور جزاکم اللہ کہنے کے لئے تیار ہوں۔ میں نے جس روز پرچہ مذکور پڑھا۔ اسی دن آپکے لئے اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا بھی کی ہے اور اب بھی کرتا ہوں۔ کہ اے مولا تو تو ہر چیز کا مالک ہے۔ ذرہ ذرہ پر تیری قدرت کا تصرف ہے۔ ہر دل تیرے قبضہ و قدرت میں ہے۔ اپنے رحم سے اپنے فضل سے تو میرے دوست مولوی انشاء اللہ خاں ایڈیٹر وطن کو وہ راہ مستقیم عطا فرما جس کا ذکر تیری پاک کتاب فرقان حمید کی پہلی سورۃ کی اس آیۃ شریفہ "صراط الذین انعمت علیہم" میں موجود ہے۔ آمین ثم آمین

اللّٰھم انی اسئلک من فضلک و رحمتک۔ فانھما بیدک۔ لا شریک لک۔ لا یملکھما احد سواک فانک تعلم ولا اعلم و تقدر ولا اقدر۔ و انت علام الغیوب

میرے خیال میں ہر ایک احمدی جس کو حضرت مرزا صاحب سے سچا تعلق ہے۔ اور جو اس وقت اشاعت اسلام کے مسئلہ کو ان کے وجود مقدس سے محض وابستہ سمجھتا ہے (جیسا کہ میرا ایمان ہے) اگر اس کو یہ نہ بتایا جاوے۔ کہ قادیان کی بزرگ جماعت نے ایک بڑے خرچ کو اپنے ذمہ ڈال کر مشروط طور پر) ایسے منظور کر لیا ہے تو وہ اسے بڑی حقارت کی نظر سے دیکھیگا اور وہی جواب دیگا۔ جو میرے قابل تعظیم و تقلید بھائی مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز نے آپ کو اپنے پہلے خط میں دیا تھا۔ اور اگر کسی واحد شخص کی ہم میں سے یہ رائے ہوتی۔ تو میں خود تو اُسے قومی مجرم سے کم خیال نہ کرتا۔ لیکن میرے پیارے محترم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے پلیڈر کے خط مطبوعہ وطن مذکور کے دیکھنے سے معلوم ہوا۔ کہ بزرگان ملت آپ کی اس تجویز کو ایک حد تک منظور فرما* لیا ہے اور غالباً یہ آپ کی حُسن نیت کا پھل ہے۔ پچھلے دنوں میں جبکہ میں اور خواجہ صاحب موصوف قادیان میں تھے۔ تو مولوی محمد علی صاحب نے آپ کی اس تجویز کے متعلق ذکر فرمایا۔ تو معاً جیسا کہ میں نے اُوپر بتایا ہے۔ اس تجویز سے اختلاف کیا۔ اس کے بعد مجھے وہاں ٹھہرنے کا زیادہ موقع نہ ملا۔ اب خواجہ صاحب کے خط سے معلوم ہوا۔ کہ آپ کی حسن نیت رنگ لائے بغیر نہ رہی اور وہ تجویز منظور ہو گئی۔[1] اب یہ تو میں دعا کرتا ہوں اور کروں گا بھی کہ مولا کریم اپنے فضل سے آپ کو اس نیک ارادے میں کامیاب کرے۔ اور آپکے ہاتھ بٹانے کے لئے اس عظیم الشان کام میں ایک مقتدر جماعت آپ کے ساتھ کام کرنے والی کھڑی کر دے۔ تب تو شاید یہ کام چل نکلے۔ ورنہ جو طرز آپ نے اس کام کو چلتا کرنے کی غرض سے اختیار کی ہے۔ میری سمجھ ناقص میں نہیں آتا کہ اس میں کامیابی ہو۔ آپنے صرف ایک سال کے لئے دو سو پرچہ کی قیمت وطن کی برادری سے (وہ بھی اگر آپ کی آواز سنی گئی) حاصل کرنے کی بنیاد ڈالی ہے۔ گو آپکی طرف سے اتنی کوشش کرنا بھی اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے بسا غنیمت اور خصوصاً ایسے ادبار کے زمانہ میں جبکہ مسلمان اپنے پیارے مذہب کی طرف سے ہمہ تن پنبہ بگوش ہیں قابل تحسین و شکر گزاری تھی۔ لیکن میرے پیارے دوست جو بات آپ نے احمدی جماعت سے منوائی ہے۔ اس کے مقابلہ میں یہ ہیچ تھی۔ خصوصاً احمدی جماعت کی نگاہ میں نہیں جچ سکتی۔ کیونکہ اس نئے انتظام میں اور اپنے مشن کے متعلق ایک علیحدہ ضمیمہ نکالنے میں اُسے ایک بڑے خرچ کا بار برداشت کرنا پڑے گا۔ دو سو پرچہ کی کیا حقیقت تھی۔ اگر آپ بمعیت دیگر چند احباب کے پوری توجہ سے کام لے کر ہمہ تن غیر تمندی کے ساتھ کمربستہ ہو جاویں تو دو ہزار پرچہ کی قیمت بھی وصول کر لینا میں سمجھتا ہوں اتنے بڑے ہندوستان میں کوئی بڑی بات نہیں۔ البتہ وصول کرنے والا چاہیئے۔ دو سو پرچے کی قیمت نو سو روپیہ اور وہ بھی سردست ایک سال کے لئے تو آپ صرف اپنے کوچہ سے اپنے پڑوس سے نہیں۔ بلکہ دیوار بدیوار والے مکان یعنی لاہور کے مشہور و معروف خیر مجسم میاں رکن الدین صاحب رئیس اعظم سے بھی وصول کر سکتے ہیں۔ اگر آپ انہیں اپنا ہمخیال بنالیں اور انہیں سمجھا دیں۔ کہ اسلام کو اس وقت آپ کے تھوڑے سے روپیہ کی ضرورت آ پڑی ہے۔ وہ بڑے غیر تمند انسان ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا

---

* یہ منظوری حضرت اقدس کی اجازت سے ہی تھی۔

[1] یعنی حضرت صاحب کی طرف سے۔ ایڈیٹر۔

کہ اگر ان کے خیال میں آجائے تو وہ اس نہایت حقیر سی رقم سے دریغ کریں۔ پچھلے سال جبکہ شیخ محمد اسحاق صاحب تاجر پارچہ نے جاپان سے یہاں کی اخبارات کے ذریعہ مسلمانوں، اسلامی انجمنوں اور سوسائٹیوں کو پُر درد الفاظ میں توجہ دلائی۔ تو میرے رفیق شفیق قابل تعظیم بھائی مولوی محمد علی صاحب نے اپنے دوستوں سے جاپان و یورپ میں رسالہ کی مفت اشاعت کے لئے امداد طلب کی۔ تو چند ہی روز میں اس غریب لیکن دل کی غنی قوم سے کئی ہزار روپیہ اکٹھا کر لیا۔ اور اب غالباً پانسو سے زیادہ رسالہ بلاقیمت یورپ وغیرہ بلاد غیر میں ماہواری پہونچنے لگا۔ اس لئے میں دوستانہ عرض کرتا ہوں۔ کہ ایک ایسی قوم کی نظر میں جو اپنے جان و مال اشاعت اسلام کی غرض سے فدا کرنے کے لئے حضرت میرزا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں۔ دو سو پرچہ کسی بڑی وقعت سے نہ دیکھا جاویگا۔ ابھی پرسوں کا ذکر ہے۔ کہ میرے دوست چودہری شہاب الدین صاحب پلیڈر کے مکان پر وطن کی اس قدر دانی کا ذکر ہوا۔ تو چودہری صاحب نے نہایت جوش سے فرمایا کہ افسوس۔ مسلمانوں نے اس پرچہ کی کچھ قدر نہ کی۔ کم سے کم یہ پرچہ ایک لاکھ چھپ کر دنیا میں تقسیم ہونا چاہئیے واقعی چودہری صاحب کا یہ فرمانا بالکل درست اور واجب العمل ہے۔ افسوس کہ میں اس وقت موجود نہ تھا یہ میرے ایک دوست کی روائت ہے۔ اگر میں وہاں ہوتا۔ تو چودہری صاحب سے اتنا تو ضرور عرض کرتا کہ حضرت آپ نے بذات خاص اس مقصد عظیم کے حاصل کرنے کے لئے کتنی کوشش کی ہے۔ تو آخر انہیں بھی کچھ توجہ ہوتی اور میری رائے ہے۔ کہ ضرور ہوتی۔

سوائے میرے دوست اگر آپ کو اللہ تعالےٰ نے یہ جوش عطا کیا ہے۔ خدا کرے کہ یہ فخر آپ کے حصہ میں آئے۔ تو آپ کمر ہمت باندھ کر اُٹھیں اور چودہری صاحب جیسے جوان ہمت بزرگوں کو ہمراہ لیجئے۔ اور جس کو یہ پرچہ اپنا سمجھا ہے کچھ سمجھ کر اور پہلے اپنے اہل وطن پر احسان کیجئے۔ تو صرف لاہور ہی سے آپ کو ہزار پرچہ کی قیمت کا مل جانا چنداں مشکل امر نہیں ہے۔ اگر ہمت کر کے کام لیں۔ پر آپ آ جائیں گے۔ تو جس جگہ پہنچیں گے۔ انشاء اللہ خالی نہ آئیں گے۔ نو سو روپیہ کی رقم اگر صاحب سے لے کر جنکا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ سیدھے بھائی دروازہ باندھ حکیماں میں فخر رئیسان لاہور سید فقیر قمر الدین صاحب کے ہاں جا ڈیرا لگائیں اور وہاں سے جب تک ایک ہزار روپیہ کا ڈھیر نہ لگوا لیں۔ نہ اُٹھیں۔ اور پھر گدایان اسلامی بن کر کشکول لے کر در بدر پھریں۔ اور جو کچھ بن سکے لے نہ خوشی قبول کیجئے۔ کہ بھلا سو ہو بھلا کا نعرہ لگائیں۔ اس دربدری میں میں آپ کے ساتھ ہونے کو اپنا فخر خیال کروں گا۔ پھر لاہور میں کامیابی حاصل کرنیکے بعد وطن کی برادری کے سامنے اس نقطہ کو پیش کریں۔ وطن کے ناظرین جو آپ کے جوش و اخلاص اور صدق نیت سے بخوبی سالہا سال سے واقف ہیں یا جو اسلام سے سچا تعلق رکھتے ہیں اور کلام الٰہی کی سچی عزت کرنے کے دعویدار ہیں بعد اس نور ہدایت اور روشنی کو اقوام یورپ وغیرہ میں پھیلانے کی خواہش رکھتے ہیں۔ ہرگز ہرگز خصوصاً ایسے نازک وقت میں بخل سے کام نہ لیں گے۔ آخر ان میں بہتیرے حضرات ابوبکر و عمر و عثمان و حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولاد ہونے کا فخر رکھتے ہوں گے۔ اگر ان میں سے ایک بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مثال قائم کرنے والا غیر تمند خلف الصدق نکل آیا۔ تو بس بفضلہ بیڑا پار ہے۔ علاوہ ازیں میری ناقص رائے میں عام طور پر اہل وطن کے تو درجے مقرر ہونے چاہئیں۔ یعنی عہ - سے عہ - آپ اپنے ناظرین سے استفسار کریں۔ جو جس درجہ یا درجے کے ماتحت بخوشی و حسب استطاعت حصہ لینا چاہیں۔ وہ آپ کو زیادہ سے زیادہ دس یا پندرہ مارچ تک اطلاع دیں اور آپ اخیر مارچ کا پرچہ رقم معہودہ کے عوض بصیغہ وی۔ پی روانہ کر دیں اور یہ رقم وصول کر کے ان بزرگوں یعنی سرپرستان ریویو آف ریلیجنز کے حوالہ کر دیں تب تو یہ کام امید ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے احسان و کرم سے حسب خواہش چل نکلیگا۔ اور عنقریب انشاء اللہ وہ زمانہ آپ دیکھ لیں گے۔ کہ یورپ کی قومیں آپ کے اس احسان کی شکر گزار ہوں گی۔ یہ وقت ہے۔ کہ مسلمان اپنی غیر تمندی کے جوہر دکھائیں۔ ورنہ باتوں ہی باتوں میں زبانی جمع خرچ سے اپنی ہنسی نہ اڑائیں۔ آخر ادبار و ذلت کی بھی کوئی حد ہونی چاہیئے۔ یہ ان لوگوں کی خوش قسمتی ہوگی۔ جو اس میں حصہ لیں گے ورنہ یہ بوٹا تو خدا کا لگایا ہوا ہے۔ اس کی حفاظت کا بھی وہ خود ذمہ وار ہے۔ یہ پھل لائے گا اور بڑا شیریں پھل لائیگا۔

بمفت این اجر نصرت را دہندت ای اخی ورنہ
قضا، آسمان است این بہر حالت شود پیدا

ہاں ایک ضروری عرض کے بعد اس کو ختم کرتا ہوں اور پھر حسب ضرورت اگر موقع ہوا۔ انشاء اللہ وقتاً فوقتاً اور وہ بھی اگر آپ پسند فرما دیں گے۔ تو عرض خدمت کرتا رہوں گا۔

ضروری عرض جو میں سہو سے اوپر لکھنا بھول گیا ہوں۔ یہ ہے کہ وہ لوگ جن سے آپ کو اس مد میں بڑی اُمید ہو سکتی ہے ایک ڈپٹی حافظ مولوی نذیر احمد صاحب شمس العلماء دہلوی بھی ہیں گذشتہ دسمبر میں جبکہ میں اپنے پیارے امام و مرشد حضرت مرزا صاحب کے ہمراہ دہلی میں تھا۔ اس وقت مجھے جو ڈپٹی صاحب موصوف کے خیالات کا موازنہ کرنے کا موقع ملا ہے۔ اگر میں صحیح اندازہ پر پہنچا ہوں تو بیشتر یقین ہے کہ وہ آپ کو اس کام میں بہت بڑی مدد دینے والے ہوں گے۔ آپ ان کی خدمت میں اپنی حاجت کو نہیں بلکہ اسلامی ضرورت کو پیش کریں کیونکہ ایسے بزرگان قوم و اسلام ہم سے زیادہ اور بدرجہا اس بات کو جانتے ہیں۔ کہ یہ سارے اموال ہم نے یہاں ہی چھوڑ جانے ہیں سو اگر ہم آج ایک حصہ ان میں سے بخوشی اور محض رضائے الٰہی کے لئے نہیں چھوڑتے۔ تو عنقریب خدا تعالےٰ یہ سب کچھ چھڑا دے گا۔ اور ہمیں سوائے چھوڑنے کے اور کوئی چارہ نہ ہوگا۔ والسلام۔

(باقی آئندہ۔ انشاء اللہ تعالےٰ)

خادم ملت۔ حکیم محمد حسین قریشی۔ موچی دروازہ لاہور

میں احمدی کیوں ہوا؟

اس بات کو ہر ایک اہل عقل جانتا ہے۔ کہ جب گرمی کی شدت حد سے گذر جاتی ہے۔ تو اس کے بعد خدا تعالیٰ مینہ برساتا ہے اور مردہ زمین میں جان پڑتی ہے۔ اسی طرح جب ضلالت و گمراہی کے پھیل جانے سے دنیا میں عام طور پر امساک روحانیت ہو جاتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ روحانی مینہ برساتا ہے۔ جیسا کہ وہ قرآن شریف کی سورۃ نحل میں فرماتا ہے۔ وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ وھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون واللہ انزل من السماء ماءً فاحیا بہ الارض بعد موتھا ان فی ذالک لاٰیۃ لقوم یسمعون۔

یعنی یہ کتاب اس لئے نازل کی گئی کہ تا ان لوگوں کا رفع اختلاف کیا جائے اور امر حق کھول کر سنایا جاوے اور حقیقت حال یہ ہے کہ زمین ساری کی ساری مر گئی تھی۔ خدا نے آسمان سے پانی اتارا اور نئے سرے سے اس مردہ زمین کو زندہ کیا۔ یہ ایک نشان صداقت اس کتاب کا ہے۔ پر ان لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں یعنی طالب حق ہیں۔

ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہ روحانی بارش اعلیٰ درجہ کی ہوئی۔ یعنی قرآن شریف نازل ہوا۔ عیسائی اور تمام مخالفین اسلام بھی اس بات کو بوضاحت تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر تمام دنیا میں ضلالت و گمراہی بدرجہ اتم پھیلی ہوئی تھی۔ چنانچہ اس خدا نے جو وحدہ لاشریک ہے اور جس کے کاموں میں وحدت پائی جاتی ہے۔ اور اسی طرح کہ جس طرح وہ امساک باران اور شدت گرما کے بعد مینہ برساتا ہے۔ اپنے پاک کلام کی روحانی بارش سے اس ضلالت و گمراہی کو زائل کیا۔ اس سنت اللہ پر جس قدر غور کیا جاتا ہے۔ ہر زمانہ میں اس کی نظیریں دستیاب ہوتی ہیں۔ بنی اسرائیل کی ضلالت فرعون کے دعویٰ خدائی کی گمراہیوں کے وقت خدا نے موسیٰ علیہ السلام کو بھیجدیا جنھوں نے تمام ضلالتوں کو زائل کر دیا۔ یہودیوں کی گمراہیوں کے بڑھ جانے پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام بھیجدیا۔ اسی طرح کوئی ایسا زمانہ مثال میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ کہ دنیا میں ضلالت و گمراہی حد سے متجاوز ہوئی ہو۔ اور کوئی خدا کا فرستادہ ہدائت کے لئے موجود نہ ہوا ہو۔ اسی طرح اسلام کو جس زمانہ میں کوئی مصیبت پیش آئی۔ اور جب ضلالت و گمراہی بڑھی۔ فوراً کوئی

نہ کوئی مجدد خدا نے پیدا کر دیا اور کوئی شخص یہ بات ثابت نہیں کر سکتا کہ مذہب الاسلام کو کوئی پریشانی پیش آئی ہو اور اس کے ازالہ کے لئے کوئی مصلح پیدا نہ ہوا ہو۔ اور یہی منشاء تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیش گوئی کا کہ ہر صدی کے شروع میں ایک مجدد مذہب اسلام میں پیدا ہوتا رہے گا۔ اب ہمارے زمانہ میں عیسائیوں اور آریوں وغیرہ کے حملے اسلام پر اس کثرت اور جوش کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ اور اس قدر اہل اسلام میں ضلالت و گمراہی پھیلی ہے۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک کسی صدی میں کوئی مثال اس کی نظر نہیں آتی۔ تعجب ہے کہ جس خدا نے ذرا ذرا سی ضرورتوں اور گمراہیوں کے وقت اس اسلام میں مجدد پیدا کئے۔ اور ایک صدی بھی کسی مجدد کے وجود سے خالی نہ چھوڑی اس خدا نے اس وقت ایسی سخت ضرورت اور ایسی عظیم الشان مصیبت کے وقت اپنے مقررہ کردہ قانون قدرت اور اپنی قدیمی سنت اور رسولؐ کی پیشگوئی کے خلاف کیوں اپنی روحانی بارش نہیں کی اور کیوں کسی عظیم الشان مجدد کو پیدا نہیں کیا؟ بس یہ ایک مذکورہ بالا خیال اس بات کے لئے کافی محرک ہوا۔ کہ میں مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کو اس صدی کا عظیم الشان مجدد اور اپنے تمام دعاوی میں بالکل سچا اور راستباز سمجھوں چنانچہ خدا کا شکر ہے۔ کہ مجھ کو شرف بیعت حاصل ہوا اور میں حضرۃ کے زمرۂ خدام میں شامل ہوا۔ میں ہر قسم کے تعصب سے علیحدہ ہو کر نہایت راستی کے ساتھ کہتا ہوں۔ کہ میرا اس پر پکا ایمان ہے اور کافی تحقیق کے بعد ایمان ہے کہ تمام دنیا میں حضرۃ اقدس علیہ السلام کے سوا کوئی اس صدی کا مجدد پیش نہیں کیا جا سکتا۔ یا اللہ تیرا شکر ہے کہ مجھ کو اس چودہویں صدی کے عظیم الشان صدی کے عظیم الشان مجدد یعنی مسیح موعود علیہ السلام کے غلاموں میں شامل ہونے کا فخر حاصل ہوا۔ اے وہ لوگو جو اس مسیح موعود کو شناخت کرنے سے غافل اور محروم ہو۔ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ واضل سبیلا۔

الراقم

ڈاکٹر عبدالمجید خاں۔ از نجیب آباد

اللہ تعالیٰ دوسرے لوگوں کی آنکھیں بھی ڈاکٹر صاحب موصوف کی طرح کھول دے۔ اور ہدایت پر لاوے۔ ایڈیٹر بدر

درخواست دعا

میاں عبدالعزیز صاحب چٹھی رساں چک موہلووالا اپنے لئے احمدی احباب کی خدمت میں دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ابتلا سے بچاوے۔

ہفتہ قادیان

حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب جو درس قرآن شریف روزانہ دیا کرتے ہیں۔ اس کا ایک بعد دور ۸- اپریل ۱۹۰۶ء کی شام کو پورا ہوا۔ اور پھر نیا دور ۹- اپریل ۱۹۰۶ء کو شروع ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کو تکمیل تک پہنچائے اور سنانے والے اور سننے والوں کے واسطے موجب برکات اور رحمت کا کرے آمین

حضرت مولوی محمد احسن صاحب اپنے بعض ضروری خانگی امور کو طے کرنے کے بعد واپس قادیان دارالامان میں پہنچ گئے اور خدمات دینی میں مصروف ہیں۔ جمعہ گذشتہ کو آپ نے مسجد مبارک میں خطبہ کے درمیان یبعثک مقاما محمودا پر ایک لطیف تقریر فرمائی۔ جو انشاء اللہ اگلے پرچہ میں مختصر طور پر درج ہوگی۔

حاجی الٰہی بخش صاحب ساکن ریاست مالیرکوٹلہ جو کئی سالوں سے اپنا تمام مال اسباب دین کے راہ میں دے کر اور وطن سے ہجرت کر کے قادیان میں رہتے تھے۔ ۹- اپریل کو بقضائے الٰہی فوت ہو گئے۔ حضرت امام علیہ السلام نے مرحوم کا جنازہ پڑھا۔ اور آپ کو مقبرہ بہشتی میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے مزار کے پاس دفن کیا گیا۔ حاجی صاحب موصوف بڑے دیندار آدمی تھے۔ اور اپنا مال و جان سب اللہ کے راہ میں قربان کر چکے تھے۔ خدا تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے۔ آمین

اس ہفتہ میں محمد ظہورالدین صاحب اکمل گولیکے سے اور ڈاکٹر محمد حسین صاحب لاہور سے اور دیگر بہت سے احباب مختلف مقامات سے قادیان تشریف لائے۔

عام اخبار

پچھلے ہفتہ پنجاب کے کم از کم آٹھ ضلعوں میں ژالہ باری سے فصلوں کا نقصان ہوا۔ موسم ابر آلود ہے۔

حصار۔ رہتک۔ گوڑگاوں۔ دہلی۔ جالندھر۔ امرت سر۔ راول پنڈی میانوالی میں اولے پڑے۔ اس پر افسوس۔ لائل پور میں گیہوں کی فصلوں کو سبز مکھی چاٹ رہی ہے۔ اور نیز کنگی سے بھی اس کی فصلوں کا نقصان ہے۔

جمعرات گذشتہ کی مزید بارش سے سڑک کشمیر متصل گوہالہ اور خراب ہو گئی۔ بجز ڈاک کے رستہ بند ہے۔

کوہ شمیر کی خبر کہ ایک ٹونگہ ڈاک سمیت بہ گیا وہاں بھی موسم ابر آلود ہے۔ آمد و رفت بند ہے۔

رہتک کے خیراتی کاموں پر قحط زدگان کی تعداد ۲۴۶۸۵ ہے بمقابلہ ہفتہ سابق ۱۲۶۱ زیادہ۔

فریخ حادثہ گان کے یتیموں و بیوگان کی مدد میں ہمارے حضور شاہ قیصر ملکہ نے بھی ۲۰۰ پونڈ دیئے۔

جمعہ گذشتہ جرمنی کے مقام بلیک فارسٹ میں ایک ہوٹل جدید کی عمارت دفعتاً سر بسجود ہو گئی۔ عمارت ہوٹل کو گرم کرتے تھے کہ تمام عمارت یکدم بیٹھ گئی۔ بیالیس آدمی مردہ نکالے گئے۔ سستی ہے۔

مکتی فوج کے بانی جنرل بوتھ نے لندن میں ظاہر کیا کہ وہ اکتوبر آئندہ میں جاپان پر مذہبی دھاوا کریں گے اور امید ہے کہ روس کی طرح شکست کھائیں گے۔

کلکتہ میں گذشتہ تین ماہ کے عرصہ میں جو چوہے اجرت پر مروائے گئے ان کی تعداد ستائیس ہزار سے زیادہ تھی۔ ہر ایک زندہ چوہا لانے والے کو دو آنے دی جاتی تھی اس کے علاوہ جو چوہے ہر روز بازاروں اور گلی کوچوں میں مردہ پائے گئے ان کی تعداد ۸۳۱۷ تھی۔ اس کو ملا کر کل ۳۸ ہزار ۳۸ چوہے ایک سہ ماہی میں فنا کئے گئے اس کی کارروائی برابر جاری ہے لیکن اب اجرت فی چوہا بجائے دو آنے کے ایک آنہ کر دی گئی ہے۔

اوڑیسہ کے قبضہ بھدرک سے بھی ایک افسوسناک مذہبی فساد کی جگر خراش خبر آئی ہے۔ ہندوؤں کا مذہبی جلوس باجے گاجے سے جا رہا تھا۔ کہ بعض مسلمانوں نے روکنا چاہا اور یہاں تک ہشت ہشت کی نوبت آئی کہ سواری کی مورتی بھی نہ معلوم کہاں گم ہو گئی۔ پولیس کے سپاہیوں کو بھی کسی قدر چوٹیں آئیں اصلیت کی بابت کچھ معلوم نہیں ہے کہ یہ جوش کیوں کر پیدا ہوا تھا۔ پولیس نے کئی آدمی اس ہنگامہ کے جرم میں گرفتار کئے ہیں

جدید صوبہ بنگالہ کے مسلمانوں کے حق میں خبر ہے کہ ایک خاص رعایت منظور کیا چاہتے ہیں کہ انٹرنس پاس شدہ مسلمانوں کو امتحان پلیڈری کے لئے تیاری کی اجازت دی جائے [illegible]

پریلیڈری امتحان کے لئے بی۔ اے کی قید ہے لیکن مسلمانوں کے حق میں اس معیار کو آسان تر کریں گے۔ خود سر بمفیلڈ فلر صاحب بہادر کو اس کا خیال پیدا ہوا ہے۔ ایں ہم غنیمت است!

کشمیر میں شکر کرتے ہیں کہ خدا خدا کر کے بارانی موسم سے نجات حاصل ہوئی ہے ان متواتر بارشوں سے ڈاک کا انتظام برہم تھا۔ دریا کی طغیانی بھی خوب زوروں پر تھی کوہ مری کی سڑک کے جا بجا پرخچے اڑ گئے۔ ایک ٹونگہ پر ڈاک تھی جو بہ گیا۔ ۲۰- مارچ کا اخبار یکم اپریل تک نہیں پہنچا کئی بڑے بڑے پل سڑک کشمیر کے بہ گئے۔ مسافروں کو رستے میں سخت مصائب پیش آئیں۔ لوگ خوش ہیں کہ سری حضور ۱۸- اپریل کو جموں سے روانہ کشمیر ہوں گے۔ آپ کی برکت سے کشمیر کی رونق دوبالا ہو جاتی ہے۔ اب موسم روز بروز خوش گوار ہے الحمد جاڑوں کی سختیاں ہو چکیں۔ بدھوار و جمعرات گذشتہ کی مزید بارش نے اور بھی نقصان سڑک کا کر دیا ہے

صداقت کا جھنڈا

اس کارخانہ نے اول ہی اہل ہندوستانین اپنے شائقین کی اطمینان کی غرض سے یہ عجیب ڈھنگ نکالا ہوا ہے کہ ہر ایک دوا کا نمونہ صرف ایک کارڈ آنے پر مفت بھیجا جاوے۔ بعد پسند جس کا دل چاہے قیمتاً طلب کر

سرمہ سلیمانی۔ یہ وہ سرمہ ہے جو استعمال کی اول ہی روز سے اپنا جادو نما اثر دکہلانا شروع کر دیتا ہے اور جملہ امراض چشم مثل آنکھوں سے پانی بہنا۔ کمزوری بصارت۔ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ شب کوری وغیرہ وغیرہ اس طرح دفع کرتا ہے۔ جیسے آفتاب تاریکی کو۔ قیمت صرف ۸ر

سنون وندان۔ لو اب کیکو امراض واڑھ و دانت تکلیف نہیں دے سکتے کیونکہ اس سنون کی استعمال سے خواہ واڑھ پھولی ہو یا دانت ہلتے مسوڑہے ہیں درد ہو یا خون آتا ہو دانت چبتے ہوں منہ سے بدبو آتی ہو دانت میں کیس ایات خوہ لگتے ہے پھر مریض بھلا چنگا ہو جاتا ہے پندرہ یوم استعمال سے پہر مرض نہیں ہوتا دانت مثل موتی چمکنے لگتے ہیں قیمت فی بکس جو عرصہ تک کو کافی ہے صرف ۴ر

سونے چاندی کی گولیاں یہ دوا اسم بامسمی ہے جو صاحبان اپنی قوۃ کو فاتحہ دے چکے ہیں یا عمر کی ضعیفی نے قویٰ کو کمزور کر دیا ہے یا کثرت نے اعضاء کو ڈھیلا بنا دیا ہے یا بچپن کی بے اعتدالیوں نے بیکار بنا دیا ہے وہ ہمارے ان حبوب کا استعمال کریں پہر دیکھئے کہ آپ کیونکر اپنی کمزوری کے شاکی ہوں یہ حبوب حلق سے اترتے ہی اپنا اثر تمام پٹھوں پر کر دیتی ہیں پس کمزور کے لئے آب حیات ہیں۔ قیمت سائٹھ عدد حبوب ؏

المشتہر حکیم سرفراز حسین و محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ مقام بلب گڈھ ضلع دہلی

اجرت اشتہارات

تقسیم صفحہ	سال	چھ ماہ	تین ماہ	یک ماہ	یک بار
پورا صفحہ	۱۰۰	۶۰	۳۵	۱۳	۵
½ صفحہ	۶۰	۳۵	۲۰	۱۰	۳
ایک کالم	۴۵	۲۵	۱۳	۵	۲½
½ کالم	۲۵	۱۳	۷	۳	۲
¼ کالم	۲۰	۱۰	۵	۲	۱¾
⅛ کالم	۱۳	۷	۴	۱¾	۱½
فی سطر	۸	۲½	۲½	۱	۲ر

(۱) یہ اجرت پہلے ہی سے بہت کم کر کے لگائی گئی ہے۔ اس واسطے اسمیں زیادہ کوئی رعائت نہ ہو سکیگی۔ بجز اس کے کہ بذریعہ خط و کتابت کوئی طرفین کا حرج نہ ہو۔

(۲) اجرت ہر حالت میں پیشگی آنی چاہیئے۔ مابعد کا کوئی حساب نہیں۔

(۳) اشتہار متواتر دیا جانے کی یہ اجرت ہے۔ درمیان میں چھوڑ دینیکو اسطے اور کبھی کبھی درج کرانیکو اسطے زائد اجرت چارج ہوگی

(۴) ہر ماہ میں صرف ایک دفعہ اشتہار بدلنے کا مشتہر کو اختیار ہوگا اشتہار کی عبارتمیں تبدیلی کے واسطے ہر انگریزی مہینہ کی شروع ہونے سے پندرہ دن پہلے اطلاع آنی چاہیئے۔ ورنہ اگلا مہینہ وہی مضمون رہیگا۔

(۵)۔ اخبار صرف ان مشتہروں کو مفت دیا جاویگا جنکی اجرت سالیانہ ۲۵ روپیہ سے کم نہ ہو باقی جو مشتہر اخبار لینا چاہیں انکو قیمت اخبار علیحدہ دینی پڑیگی

(۶) ضمیمہ تقسیم کرائی فی ضمیمہ ۶ر فیصدی لیا جائیگا۔ بٹالہ سے قادیان تک ضمیمہ کی مزدوری ۸ر اجرت کے ساتھہ وصول ہونی چاہیئے۔

(۷) جو صاحب چاہیں کہ اخبار میں ان کی ضمیمہ کا نوٹ دیدیا جاوے انکو ایک روپیہ زائد اس کیساتھ روانہ کرنا چاہیئے۔ اس سے انکو بھی تشفی ہو جائیگی کہ انکا ضمیمہ ٹھیک تقسیم کیا گیا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رسالہ تشحیذ الاذہان

ناظرین! اس رسالہ کا پہلا پرچہ یکم مارچ ۱۹۰۶ء کو قادیان دار الامان سے شائع ہو گیا ہے۔ اس رسالہ تشحیذ الاذہان میں جو کہ حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب صاحبزادہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی ایڈیٹری سے انشاء اللہ سہ ماہی نکلتا رہیگا جس کی قیمت ۱۲ر پیشگی ہے۔

علاوہ مخالفین کی اعتراضات کی جوابوں اور دیگر دینی مضامین کی مکتوبات امام الزمان۔ مسائل شرعیہ عربی سیکھنے کے لئے آسان طریقے اور حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے وہ نصائح وقتاً فوقتاً درج ہوں گی جو گھر میں عورتوں کے متعلق کی جاتے ہیں یہ رسالہ طالب علموں کی ایک کمیٹی تشحیذ الاذہان کے ماتحت شائع ہوا کریگا۔

ترسیل زر و درخواستیں بنام منیجر رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ہوں۔

خاص رعائت

اس میں شک نہیں کہ رسالہ **تعلیم الاسلام** بجواب تہذیب الاسلام کی قوم نے خوب قدر کی ہے۔ اور امید سے بڑھ کر اس کی قبولیت مخالفین اور موافقین میں پائی گئی۔ مگر سنا ہے کہ غیر مستطیع لوگ جنہیں آریوں کی دریدگی اور اعتراضات کی بذربانی شب و روز دکھ دے رہی ہے وہ اکثر محروم رہے ہیں لہذا ایسے احباب سے ار یا ۴ر تک رعائت کی جاویگی معزز احباب ایسے لوگوں کو کتب بہم پہنچا کر ان کے دین ایمان کی پاسداری کریں تا کوئی جان ہلاکت سے بچ جاوے۔ تعلیم الاسلام مع ضمیمہ ۱۵۲ صفحہ ۸ر

اختیار الاسلام ہر سہ حصہ ۲؏

درخواستیں۔ بنام ماسٹر عبد الرحمان قادیان آویں

روزانہ پیسہ اخبار لاہور

ہندوستان بہر میں بہترین روزانہ پیسہ اخبار ہے ہر روز با تصویر چھپتا ہے ہر روز ایک دلکش کارٹون بھی موجود ہوتا ہے زمانہ سے تازہ خبریں اور تاریں ہر روز چھپ جاتی ہیں اس کا ایڈیٹوریل اسٹاف اعلےٰ درجہ کا ہے رائیں اور واقعات نہائت مدلل اور معقول دیجاتی ہیں اسی لئے تمام حلقوں میں نہائت عزت اور وقار سے دیکھا جاتا ہے کیونکہ رئیس اور رعیت دونوں کا دلی دوست اور خیر خواہ ہے اگر آج تک آپنے دیکھا نہو تو ایکبار ضرور ملاحظہ فرمایئے نمونہ کا پرچہ مفت ملتا ہے قیمت سہ ماہی صرف ۱۱ر ہے (پونے چار روپیہ) پیشگی آنے پر جاری ہوتا ہے۔

درخواستوں کا پتہ۔ منیجر پیسہ اخبار لاہور

روزانہ اخبار عام

تازہ بتازہ خبریں دلچسپ ایڈیٹوریل۔ ہر روز یہ اخبار لاہور سے نکلتا ہے پنجاب کا سب سے پہلا پرچہ اور عمدہ روزانہ اخبار اخبار عام ہی ہے۔ دلچسپ اور مقبول خلائق۔ نمونہ کا پرچہ منگوا کر دیکھیں۔ منیجر روزانہ اخبار عام لاہور

عمدہ۔ مضبوط۔ خراس و بیلنہ آہنی مستری اللہ بخش و غلام حسین مالکان کارخانہ خراس و بیلنہ آہنی بٹالہ ضلع گورداسپور سے طلب فرماویں۔

بجلی کے ذریعہ نامرد اور سست کا علاج

آج کل کے اکثر نوجوان بوجہ بد صحبت کے اپنی طاقت کو اپنے ہاتھوں سے ضائع کر کے بہت کمزور ہو گئے ہیں اس بُرے کام سے آدمی کی رگیں اور پٹھے سست ہو جاتے ہیں اور آدمی اولاد پیدا کرنیکے قابل نہیں رہتا ہے یہ نالائق حرکت آدمی کو اس قدر شرمندگی اور ندامت دلاتی ہے کہ جس سے کئی آدمی گھر چھوڑ کر نکل جاتے ہیں۔ اس بُرے فعل سے صرف پٹھے ہی سست نہیں ہو جاتے بلکہ دل دماغ جگر اور دیگر اعضاء رئیسہ بھی کمزور ہو جاتے ہیں دل دھڑکنے لگ جاتا ہے بصارت اور خون کی پیدائش گھٹ جاتی ہے منی پتلی ہو کر **احتلام اور سرعت** کی مرض آگھیرتی ہے بدن دن بدن کمزور ہوتا جاتا ہے۔ بزدلی بڑھ جاتی ہے آدمی شرمسار سا رہتا ہے ذراسی آواز سے دل ڈر جاتا ہے۔ غرضیکہ اس نامراد فعل سے وہ وہ تکلیفات پیش آتی ہیں جنکو مریض ہی جانتا ہے ایسی ردی حالت دیکھ کر حال کی دانائوں نے برقی طاقت کے ذریعہ اس کا علاج کیا۔ بجلی فوراً سُست اعضاء کی اندر گھس کر اس کو گرم کر دیتی ہے پس ہمارے حکیم صاحب نے بھی ولائیت سے وہی **بجلی** منگا کر ہزاروں مایوس مریضوں کا علاج کیا جو کہ نہایت مفید ثابت ہوا ہے اور جو آدمی یہاں سے دور رہتے ہیں ان کے لئے **بجلی کا روغن طلا** تیار کر کے بھیجدیتے ہیں جو کہ پانی خارج کر دیتا ہے پہر ایک تیل لگایا جاتا ہے تاکہ پٹھے موٹے ہو جاویں اس علاج سے بیمار بہت جلد تندرست ہو جاتا ہے چونکہ اس بیماری سے قوت باہ اصلی بھی کمزور ہو جاتی ہے۔ اس واسطے ساتھ قوت باہ کی دوائی بھی بھیجی جاتی ہے تاکہ خون اور قوت کی کمی نہ رہے اور مرض دور ہو وے۔

مذکورہ بالا دویات طلب کرنیکا پتہ یہ ہے۔ منیجر دوائی خانہ سورج پرکاش مقام ڈنگہ ضلع گجرات پنجاب

ولائیت کے شاہی کارخانے کی تیار کردہ **فاسفورس کی گولیاں** جسمانی کمزوریوں کو دور کرنے اور بدن کو اعلےٰ درجہ کا طاقتور بنانے میں یہ گولیاں نہایت ہی مفید ثابت ہوئی ہیں کیونکہ انمیں نہایت مقوی اجزا مثلاً فولاد کونین۔ دالچینی۔ کوکا۔ نکس وامیکا۔ سونا۔ فاسفورس وغیرہ وغیرہ شامل ہیں ان کی استعمال سے جریان احتلام۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف باہ۔ ضعف اعصاب دور ہو کر مرد کو جوانمردی کی طاقت ملتی ہے اور باقی زندگی آرام سے گذرتی ہے ہر ایک شیشی ولائت کی بند شدہ ہے جس پر لکھا ہوا ہے "میدان انگلینڈ" تاکہ کسی کو دھوکہ نہ ہووے۔ قیمت فی شیشی ۱۴۴ گولی معہ محصولڈاک ۱؏ ڈیڑھ روپیہ

بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر کے لئے چھاپا گیا۔